زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

جولائی تا ستمبر ۲۰۲۱

اَلْقُدُّوْسُ اَلضَّارُ اَلْعَزِیْزُ اَلْقَوِیُّ اَلْاَوَّلُ اَلْبَاطِنُ اَلْمُمِیْتُ اَلْوَاحِدُ اَلْحَقُّ اَلْجَامِعُ اَلظَّاہِرُ اَلصَّمَدُ

اللہ

اَلْوَارِثُ اَلْآخِرُ اَلشَّہِیْدُ اَلْمُتَکَبِّرُ اَلْحَکَمُ اَلْعَدْلُ اَلْوَالِیْ اَلْقَادِرُ اَلْبَاقِیْ اَلْقَہَّارُ

اَلْمَالِکُ

اَلْکَبِیْرُ اَلْجَلِیْلُ اَلْحَسِیْبُ اَلْخَافِضُ اَلْفَتَّاحُ اَلْعَظِیْمُ اَلْمُتَوَفِّیْ اَلْعَلِیُّ

صفات باری تعالیٰ
(صفت المالک)

حفظ قرآن کی فضیلت

معرفت الٰہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا
لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

امام جماعت احمدیہ

ایل۔ایس: 3418

تاریخ: 03.02.22

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ، ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے رسالہ زینب کا شمارہ اپریل تا جون، رپورٹ برائے ماہ نومبر، دسمبر 2021 بمعہ خطوط برائے دعا محررہ 23,21 جنوری 2022 موصول ہوئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

الحمدللہ تمام شعبہ جات میں حسب توفیق کام کرنے کی توفیق ملی۔ شوریٰ تجویز کے تحت سورۃ البقرہ میں مذکور صفاتی ناموں کو اپنانے اور ان کے ذریعہ خدا کا قُرب حاصل کرنے کے عنوان پر مجالس میں اجلاسات منعقد کئے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حجاب ڈے کے پروگرامز کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین۔ رسالہ زینب کی ٹیم کے علم، ایمان اور اخلاص میں ترقی دے اور قارئین کو رسالہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

تمام لجنہ وناصرات کو میرا محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پہنچادیں۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

اداریہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اللہ تعالی کے بنیادی احکام میں سے ایک حکم ہے۔ قرآنِ کریم کے شروع میں اللہ تعالی نے نماز کے حکم کے ساتھ ہی فرمادیا:

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّارَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ :4)

اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے لیے جہاں عبادت کرنا ضروری ہے وہاں اس کے دیے ہوئے پاکیزہ رزق میں سے اللہ کی خاطر خرچ کرنا بھی ضروری ہے اور یہی چیز ہے جس سے تزکیہ نفس بھی ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مال کی محبت کم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ہوتا رہا۔ آپ ﷺ تحریک فرماتے تو صحابہؓ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے اور کیا مرد اور کیا عورتیں سب نے ہی اپنے مال خدا کی راہ میں پیش کیے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں میں تحریک فرمائی کہ دین کو مالی قربانی کی ضرورت ہے تو حضرت بلالؓ نے چادر پھیلا دی۔ وہ چادر عورتوں کے زیورات سے بھر گئی۔ اس نیک کام کے لیے عورتیں اُمڈی پڑتی تھیں، ایک دوسرے پر گرتی پڑتی تھیں کہ جو کچھ بھی ہے اللہ کے دین کے لیے پیش کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”بے کار اور نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی آدمی نیکی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیز کو خرچ نہیں کروگے، اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ کو پہنچ گئے جو انہیں حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے لیے کس قدر تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل ہوتی ہے ملتا ہے۔ پھر خیال کرو رضی اللہ عنہم کا خطاب، جو دل کو تسلّی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں“۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 صفحہ 79)

پس ہم سب کو اس بات کے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق نے اپنے ماننے والوں کے دل میں یہی انقلاب پیدا کیا کہ ان کے دلوں سے دنیا کی محبت اور جان و مال کی محبت ٹھنڈی پڑ گئی اور اللہ کی محبت میں جوش اور انقلاب پیدا ہوا جس کی وجہ سے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر کے پہلوں کی طرح رضی اللہ عنہم کے انعام کے مستحق ٹھہرے۔

ہم سب جو اُنہی بزرگوں کی اولادیں ہیں، اب ہم نے قربانیوں کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے ہیں اور اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ ہم سے کہیں تغافل یا سستی نہ ہو۔ موجودہ زمانے میں ہر قسم کی آفات سے بچنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے اموال پہلے سے بھی زیادہ اس کی راہ میں پیش کر دیں اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ جب ہم اپنے مال اس کی خاطر خرچ کریں گے تو وہ ہمارے گناہ بخش دے گا، ہمیں دکھوں سے بچائے گا اور ہمیں مزید نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد جو بھی اپنی اولاد یا اپنے گھر کے لیے خرچ کریں گے اس میں بھی بے انتہا برکت پڑے گی اور اس کا اجرِ عظیم نہ صرف اس دنیا میں بلکہ دونوں جہانوں میں وہ ہمیں عطا فرمائے گا۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی راہ میں اپنی جان و مال قربان کرنے والے اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔ آمین ثم آمین

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
حدیث نبوی ﷺ	2
کلام الامام	3
نظم	4
سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب	5
نظم	13
صفات باری تعالیٰ	14
رسول کریم ﷺ کے معمولات زندگی	18
معرفتِ الٰہی	21
حفظِ قرآن کی فضیلت	24
بابائے کیمیا جابر ابن حیان	27
پکوان	29
صحت کارنر	30
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	32
واقفات کارنر	34
اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	35
دعائیہ اعلانات	36
ناصرات کارنر	37

مجلسِ ادارت

امیر جماعت ناروے
محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر لجنہ اماء اللہ
محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

نیشنل سیکرٹری اشاعت
منصورہ نصیر

نائبہ سیکرٹری اشاعت
صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن
مہرین شاہد

پروف ریڈنگ حصہ اردو
عفیفہ نجم
طاہرہ زرتشت

گرافک ڈیزائنر
فاکہہ چوہدری
فریدہ ظہور
ضویا سامعہ شاہد
ماہم نعیم

پرنٹنگ
شمسہ خالد

شائع کردہ
شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Baitun Nasr Moské
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo
kontakt@ahmadiyya.no

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہار حم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

القرآن الكريم

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

(الاعراف:56 – 57)

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾

ترجمہ: وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

(المؤمن:66)

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْکُرَبِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔

(حدیقۃ الصالحین، ایڈیشن 2003ء، صفحہ 136)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارہ میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توجہ اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے"۔ (ایّام الصّلح، روحانی خزائن، جلد14، صفحہ 239)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے اور کوئی علم و معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو"۔ (ایّام الصّلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 230 مطبوعہ لندن)

مزید آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ **اسبابِ طبیعہ** کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی **عظیم التاثیر** نہیں جیسی کہ دعا ہے"۔ (روحانی خزائن جلد 6، برکات الدّعا صفحہ 11)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بہت ہی پیاری دعا

"اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔ اے میرے قادر خدا! مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت، قوّت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا! ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 603)

پاکیزہ منظوم کلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام

خداتعالیٰ کا شکر اور دعا بزبانِ حضرت امّاں جان

کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

مجھ پہ وہ لطف کیے تو نے جو برتر زخیال
ذات برتر ہے تیری پاک ہے ایواں تیرا

چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لیے
سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا

کس کے دل میں یہ ارادے تھے یہ تھی کس کو خبر
کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشاں تیرا

پر میرے پیارے یہی کام ترے ہوتے ہیں
ہے یہی فضل تری شان کے شایاں تیرا

فضل سے اپنے بچا مجھ کو ہر اک آفت سے
صدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں داماں تیرا

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا

آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا

(از درِّ ثمین)

سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

مورخہ 29 جولائی 2006ء بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ

تشہد، تعوّذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ النّحل کی مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ ؕ وَ لَنَجۡزِیَنَّ الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡۤا اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَ لَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔

(النحل:97 – 98)

تلاوت کے بعد امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک احمدی مسلمان عورت اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جتنا بھی شکر کرے کم ہے کہ اس نے یا اسے احمدی گھروں میں پیدا کیا یا احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی جہاں اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کا علم اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہوا اور نہ صرف علم ہوا بلکہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند رہنے کی تلقین فرمائی کہ عورت کا حق اسے دو، اس کی عزّت کرو، اس سے نرمی اور پیار اور محبت سے پیش آؤ۔

ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اپنے ماننے والے اس خاص صحابی کو جو نیکی و تقویٰ میں خاص مقام رکھتے تھے بیوی پر سختی کرنے سے منع کریں۔ دیکھیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص مددگاروں میں سے تھے اور بڑا مقام تھا لیکن بیوی پر سختی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی۔ اللہ کو یہ برداشت نہیں، **اس بات کو اللہ تعالیٰ برداشت نہیں کرسکتا کہ بلاوجہ اس ذات سے سختی کی جائے جسے نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس عورت کو ایک ادنیٰ چیز سمجھا جائے۔ وہ عورت جو مومنہ ہے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والی ہے اسے کیوں بلاوجہ سختی کا نشانہ بنایا جائے۔ اس لیے اس کام سے اسے روکو، انہیں سمجھاؤ کہ ایسی عورت سے عزّت و احترام کا سلوک کرو۔** چنانچہ الہام ہوا کہ ”یہ

طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو"۔(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اس الہام میں تمام جماعت کے لیے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں"۔(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75 حاشیہ)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عورتوں پر ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا اور کنیزوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک کرتے ہیں۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔ فرمایا یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "یہ مت سمجھو کہ عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں، نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو"۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہے اس تعلیم کی ایک جھلک جو اسلام نے ہمیں دی اور جس کی اس زمانے میں پھر نئے سرے سے تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی، ہمیں سمجھایا۔ تو اس خوبصورت تعلیم کی مثالیں آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعے سے قائم کروائی تھیں اور اس کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اعلان فرمایا تھا کہ میں تم سے سب سے زیادہ بیویوں سے بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔ لیکن جیسا کہ اسلام کے دوسرے احکامات اور زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ عمل میں کمی آگئی یہی حال اس حکم کا بھی ہوا اس کی کوئی وقعت نہیں رہی کہ عورت کا خیال رکھو، اس کی عزّت کرو، اس کا احترام کرو، اس کے حقوق ادا کرو کیونکہ ایک نیک اور عمل صالح کرنے والی عورت کا مقام ایسا ہے جس کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے۔

پس اس زمانے میں جیسا کہ میں نے کہا عورت کے متعلقہ حکموں پر عمل کرنے میں کمی آگئی ہے اس لیے اس رسول کامل ﷺ کے عاشق صادق اور زمانے کے امام کو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف متوجہ فرمایا کہ اپنی جماعت میں عورتوں کے حقوق قائم کرواؤ، اس صنفِ نازک کو جسے آنحضرت ﷺ نے شیشے سے تشبیہ دی ہے، جس کے ساتھ سختی اسے کرچی کرچی کر سکتی ہے، ٹکڑے ٹکڑے کر سکتی ہے۔ جس کے جسم کی بناوٹ نازک ہے، جس کے جذبات کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ نرمی اور رافت سے پیش آنا چاہیے۔ یہ پسلی کی ہڈی سے مشابہ ہے، اس کی اصل شکل سے ہی فائدہ اٹھاؤ۔ پس آپ کو جب ایسے امام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی ہے جس کو اس زمانے میں پھر براہِ راست آپ کے حقوق قائم کروانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، پھر آپ کو کس قدر اس خدا کا شکر گزار ہوتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمیں دیئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں جو تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار احکامات دیئے ہیں۔ بعض جگہ صرف مومنو! یہ کام کرو کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ بعض جگہ عورت، مرد دونوں کو علیحدہ علیحدہ مخاطب کر کے احکامات عطا فرمائے ہیں۔ جہاں بھی یہ حکم ہے کہ اے مومنو! یہ کام کرو، اس سے مراد مرد و عورت دونوں ہیں اور اس بات کی وضاحت بھی فرمادی کہ جو احکامات قرآن مجید میں ہیں وہ تم سب مومن مردوں اور مومن عورتوں پر عائد ہوتے ہیں اس لیے ان کی بجا آوری کی کوشش کرو اور اگر تم یہ اعمال بجالاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے زندگی بخش انعامات سے نوازے گا جو اس زندگی میں بھی

تمہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات سے بھر دیں گے اور آخرت میں بھی جیسا کہ فرماتا ہے: نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ (حٰم السّجدہ:32) یعنی ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ اس میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہو گا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہو گا جو تم طلب کرتے ہو لیکن اس انعام کو مشروط کیا ہے پہلے ایمان لانے اور ثابت قدم رہنے کے ساتھ، اور ثابت قدم رہنے کا یہ مطلب ہے کہ جس کی بیعت میں تم شامل ہو گئے ہو، جس اللہ پر تم نے اپنے ایمان کا دعویٰ کر دیا ہے اس کے حکموں پر عمل کرو اور ایسے عمل کرو جو حقیقی مومنوں کے عمل ہوتے ہیں۔ صالح عمل وہ ہوتے ہیں جو نیک عمل ہوں، نیکی کے راستے پر لے جانے والے ہوں، جو ہر لحاظ سے درست ہوں۔ ایسے عمل جو ایک دوسرے کے حقوق اور واجبات ادا کرنے والے عمل ہوں۔ وہ عمل ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ ایسے عمل جو موقع و محل کی مناسبت سے کیے جائیں وہ صالح عمل ہیں۔ ایک بات ایک جگہ جائز ہو سکتی ہے مگر موقع کے مناسب نہیں ہے تو وہ صالح عمل نہیں ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی بھی ہے اور دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی پابندی بھی، ایسے پاک عمل اگر ہوں گے تو تبھی وہ مومن کے صالح عمل کہلا سکتے ہیں اور ایسے عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (النحل:98) یعنی ہم یقیناً اسے ایک حیاتِ طیبہ کی صورت میں زندہ کر دیں گے۔ ایک ایسی زندگی ان کو ملے گی جو انتہائی پاکیزہ ہو گی۔ **وہ پھر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کو سمیٹتی چلی جائے گی اور اعمال کا بدلہ ان اعمال کے مطابق ملے گا جو اس دنیا میں انسان کرتا ہے اور جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایسے مضبوط ایمان والوں اور صالح عمل کرنے والوں کو ان کی خواہش کے مطابق دیتا ہوں۔ پس نیک اور صالح عمل کرو۔ اگر نہیں کرو گے تو یہ دنیا کی چیزیں عارضی ہیں۔ ان چیزوں کو جنہیں اپنی زندگی کی اسباب سمجھتی ہو، مقصد سمجھتی ہو، یہ سب ختم ہونے والی چیزیں ہیں۔**

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے کہ جو تمہارے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائے گا۔ فرمایا کہ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا، جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور ضرور ہم ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا ان کے بہترین اعمال کے مطابق جزا دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا مرد یا عورت میں سے جو بھی نیکیاں بجالائے بشرطیکہ وہ مومن ہو اسے ہم یقیناً ایک حیاتِ طیبہ کی صورت میں زندہ کر دیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

پس دیکھیں، سوچیں، کون بیوقوف ہو گا جو ختم ہونے والے سودے تو لے لے اور ہمیشہ رہنے والے سودے کو چھوڑ دے۔ بعض دفعہ دنیا میں نیکیوں پر قائم رہنے کے لیے تنگیوں اور تکلیفوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ احکامات پر عمل کرنے کے لیے بظاہر تکالیف بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لیے قربانی کرنی پڑتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم صبر سے یہ سب چیزیں برداشت کر لو گے تو پھر ہمیشہ کی نعمتوں کے وارث بن جاؤ گے۔ یہ دنیاوی تکلیفیں عارضی ہیں، یہ ختم ہو جائیں گی۔ تمہارے ایمان میں مضبوطی اور عہدِ بیعت کو نبھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بہتری کے حالات پیدا کر دے گا لیکن شرط یہ ہے کہ ابھی بے صبری نہ دکھاؤ ورنہ یاد رکھو یہ بے صبری اللہ تعالیٰ کا اور مومنوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتی، تمہیں ہی نقصان پہنچائے گی۔ احکامات پر عمل نہ کر کے جو تم حاصل کرو گے وہ دائمی فائدے کی چیز نہیں ہے۔ اس دنیا میں ہی تم دیکھو گی کہ اس کے بد اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے نیک اور صالح اعمال بجالاؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مصداق بنو کہ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنی انہیں ضرور ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

پس ہر احمدی عورت ہمیشہ اپنے سامنے اس بات کو رکھے کہ اس نے اس زمانے کے لہو و لعب اور چکا چوند اور فیشن اور دنیاداری کے پیچھے نہیں چلنا بلکہ اپنی بقاء کے لیے اپنے آپ کو اس دنیا کی جنّتوں سے حصہ لینے کے لیے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی دائمی جنّتوں کا وارث بننے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے، اللہ کے، رسول کے احکامات پر عمل کرنا ہے، زمانے کے جس امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوئی ہیں ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہے اور یہی چیزیں ہیں جو آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی نسلوں کو بھی ان انعاموں کا وارث بنائیں گی جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ملنے والے ہیں اور آخرت میں بھی ملنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھیں یہ شیطان ہے جس نے عہد کیا ہوا ہے کہ میں انسان کو ورغلانے کے لیے ان کی ہر راہ میں بیٹھوں گا اور یہ کام پہلے دن سے ہی کر رہا ہے۔ شیطان مختلف راستوں سے آ کر وسوسے ڈالتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لیے دعا سکھائی ہے اور اس زمانے میں جو آخرین کا زمانہ ہے، جس میں شیطان نے مختلف صورتوں میں اپنے طرز سے دلوں میں وسوسے ڈال کر حملہ کرنا تھا، ایک احمدی اور خاص طور پر احمدی عورت کو اور احمدی بچی کو جس نے احمدیت کی نسلوں کی بھی حفاظت کرنی ہے، جس پر احمدی نسلوں کی نگرانی کی بھی ذمہ داری اللہ کے رسول ﷺ نے ڈالی ہے، اسے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لیے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اسے مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (سورۃ النّاس:5) کی دعا بہت کرنی چاہیے کیوں کہ فی زمانہ دجّالی اور طاغوتی طاقتیں، شیطانی طاقتیں بڑے زور سے ایسے حملے کر رہی ہیں اور اپنی شرارت کر کے، مقصد پورا کر کے دلوں میں وسوسے ڈال کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔

آج کل کی تعلیم کے حوالے سے بعض نوجوان ذہنوں میں بے چینی شروع ہو جاتی ہے۔ یاد رکھیں آدم اور حوّا کو بھی اسی طرح اسی شیطان نے غلط راستے پر ڈالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک چیز سے منع کیا تو شیطان نے کہا کہ نہیں یہ کام کر کے تم کیونکہ دوسروں سے ممتاز ہو جاؤ گے، فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے اس لیے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ آخر انسان اس کے دام میں آ گیا اور نقصان اٹھایا۔ آج بھی شیطان مختلف شکلوں میں آپ کو ورغلا رہا ہے۔ دنیا کی آسائشوں، سہولتوں اور دنیاداری کی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دنیا کی پُر تعیّش زندگی کی طرف توجہ دلا رہا ہے، توجہ دلا کر ورغلا رہا ہے۔ کبھی علم کے بہانے سے ترغیب دلا رہا ہے کہ یہ علم ضرور حاصل کرو۔ کبھی معاشی حالات کے حوالے سے غلط نوکریوں کی طرف مائل کر رہا ہے اور پھر انہی نوکریوں کی وجہ سے بعض عورتیں اپنے خاوند اور اولاد کے حقوق کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ آدم اور حوّا نے تو جب وہ کام کر لیا جس کی طرف شیطان نے اسے مائل کیا تھا تو پھر انہیں احساس ہوا کہ اوہو! یہ تو بہت برا ہوا ہے ہم تو شیطان کے بہکاوے میں آ گئے۔ اللہ کے حکم سے نافرمانی ان پر ظاہر ہوئی تو ان کو اس نافرمانی کے بد نتائج سامنے نظر آنے لگے تو پھر آدم اور حوّا نے اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ (الاعراف:23) یعنی پس اس نے انہیں ایک بڑے دھوکہ سے بہکا دیا۔ پس جب ان دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کی کمزوریاں ان پر ظاہر ہو گئیں اور وہ دونوں جنّت کے پتّوں میں سے کچھ اپنے اوپر اوڑھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو آواز دی کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یقیناً شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

یاد رکھیں بظاہر اچھی نظر آنے والی چیز ضروری نہیں کہ اچھے نتائج پیدا کرے۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں لیکن بھیانک نتائج ہی ظاہر کر رہی ہوتی ہیں اس لیے اس زندگی میں بڑا پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہیے۔ اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے تقدّس کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ سے دعا مانگ کر ہر کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اگر بہتر ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ مددگار ہو۔ کسی بھی ایسے کام کو جسے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، شیطان ضرور انسان

کو بہکاوے میں لا کر اس سے کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان کے بہکانے کے انداز مختلف ہیں مثلاً نوجوان لڑکیوں کے لیے جو پڑھنے والی لڑکیاں ہیں ان کو کہتا ہے فلاں علم حاصل کرو، علم حاصل کرنا بڑا اچھا کام ہے، بڑا ضروری ہے، حکم ہے ہر مرد و عورت علم حاصل کرے لیکن کسی خاص قسم کے علم کے لیے حالات ایسے ہیں جو لڑکیوں کے لیے مناسب نہیں۔ ایسا انتظام نہیں جہاں ایک احمدی لڑکی کے تقدّس کو مدّ ِنظر رکھتے ہوئے اس کی رہائش کا انتظام ہو سکے۔ ایک مکس (Mix) سوسائٹی ہے۔ اس میں جب احمدی بچی کھلے ملے گی تو بہر حال اس ماحول کا اثر ہو گا۔ اپنے والدین ساتھ قریب نہیں ہوں گی، دور دراز کے ملکوں میں ہو گی۔ اس ماحول کے زیرِ اثر اس کا حجاب اترے گا، بے تکلفیاں بڑھیں گی۔ جو کمزور ہوتی ہیں اور **بعض دفعہ اس ماحول کے زیرِ اثر ایسے خوفناک نتائج بھی سامنے آئے ہیں کہ لڑکی لڑکے کے تعلقات قائم ہو گئے جو اگر عارضی ہیں تو ساری عمر کے لیے بدنامی کا داغ زندگی پر لگ گیا اور وہ خاندان کے لیے بدنامی کا باعث بنتا ہے، ان کے لیے بھی شرم کا باعث بنتا ہے کہ شرمندگی کی وجہ سے اس بچی کے ماں باپ جو ہیں وہ بھی جماعت سے تعلق کم کرتے جاتے ہیں۔** احمدی ماحول سے تعلق کم ہو جاتا ہے جس میں دین کا رجحان ہے اور ایسے لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہو جاتا ہے جہاں پر مکمل طور پر دنیاداری میں پڑ جاتے ہیں، دوسرے بچے بھی اسی دنیاداری میں ڈوب جاتے ہیں۔ اگر یہ تعلق ایک لڑکے اور لڑکی کا ہے، شادی کی صورت میں ہے تو پھر ایسے نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اگر لڑکا احمدی نہ ہو تو پھر آئندہ کی نسل احمدی نہیں رہتی اور یہ احساس کہ ہم نے اپنی جوانی کے جوش میں غلط فیصلہ کیا تھا، شیطان کے بہکاوے میں آ گئے تھے وہ پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بعض دفعہ جوش میں ماں باپ کا یا جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ماں باپ یہ اظہار کرتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا غیر مسلم لڑکے سے لڑکی بیاہ دو۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد جب یہ لوگ دین سے بہت دور ہٹ جاتے ہیں پھر یہ احساس دلاتا ہے کہ اوہو! ہم نے بہت برا کیا۔ یہ تو احمدیت کی نسل ہی خراب ہو گئی۔ ایک تو وہ صورت ہے جو میں نے بیان کی کہ ایک عمل کی وجہ سے پورا خاندان ہی شیطان کی گود میں چلا گیا اور دین سے کٹ گیا اور دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک مدّت گزرنے کے بعد بھی جو نتائج سامنے آتے ہیں تو لڑکی کو خود یا اس کے ماں باپ کو احساس ہوتا ہے کہ جوانی کے جوش میں بچوں کے جذبات کا خیال رکھنے کی وجہ سے جو ہم نے یہ کام کیا تھا اس نے تو ہماری نسلوں کو دین اور خدا سے دور پھینک دیا۔

تو ایک جائز کام ہے تعلیم حاصل کرنا۔ حکم ہے کہ تعلیم حاصل کرو لیکن اس تعلیم کی وجہ سے جو روشن دماغی بعض دفعہ نام دے دیا جاتا ہے ان شرائط پر عمل نہ کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے تقدّس کے لیے مقرر فرمائی ہیں۔ شیطان کے وساوس کی وجہ سے جو خود ساختہ اپنے آپ کو ڈھیل دی تھی دینی تعلیم سے ہٹ کر ایک صحیح کام کو ان کے غلط نتائج سامنے آ گئے اور ان غلط نتائج کی وجہ سے یہ جو ایک صحیح عمل ہے ایک غیر صالح عمل ثابت ہو گیا۔ **شادی کرنا بھی ایک حکم ہے لیکن شادی دین سے دور لے جانے والی ثابت ہو تو یہ صالح عمل نہیں ہے۔ اسی طرح احمدی لڑکے بھی جو اپنی شادیوں میں اپنی پسند دیکھ کر غیر مسلموں یا غیر احمدی لڑکیوں سے کرتے ہیں ان کے بھی یہی عمل ہیں۔ اگر انہوں نے شادی کے بعد اپنی بیویوں کو احمدیت و دین پر قائم نہیں کیا تو غیر صالح عمل بن جاتے ہیں۔**

پس ہر جائز کام ہر ایک کے لیے صالح عمل نہیں بن جاتا۔ پس ان باتوں پر ماں باپ کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے اور نوجوان بچیوں اور بچوں کو بھی۔ یہ ایک مثال میں نے دی ہے۔ بعض ایسے واقعات ہو جاتے ہیں جو اس قسم کی صورت حال سامنے آ جاتی ہے۔ ایک انتہا ہے جو اِکّا دُکّا کہیں نظر آتی ہے جیسا کہ میں نے مثال دی ہے لیکن فکر پیدا کرتی ہے اور صرف تعلیمی اداروں میں جا کر ہی نہیں ویسے بھی بعض جگہوں پر کام کرنے کی وجہ سے یا ماحول کی وجہ سے یا دوستیاں پیدا ہونے کی صورت میں ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جو احمدی لڑکے اور احمدی لڑکی کو اپنا ماحول چھوڑ کر غیروں میں شادی کرنے پر مجبور کرتے ہیں یا خود اپنے آپ کو مجبور سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

بعض احمدی لڑکیاں اپنی آزادی کے حق کے اظہار کے طور پر غیروں سے شادی کر لیتی ہیں۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اہلِ کتاب سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ ٹھیک ہے اجازت تو ہے لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ اہلِ کتاب کو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ساتھ ملا کر کافر بھی قرار دیا

ہے اور یہ بھی ہے ایسے لوگوں سے تعلق قائم کر کے تم اپنی نسلوں کو خراب کرلوگے۔ پس یہ بڑے سوچنے والی باتیں ہیں، بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بعد میں ایسے لوگ خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور خط لکھ کر مجھے بھی پریشان کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ ایسے فیصلے جذبات کی بجائے دعا سے کرنے چاہئیں اور یہ ازدواجی رشتہ قائم کرنا تو ایسا معاملہ ہے جو بہت سوچ سمجھ کر اور دعا کرکے کرنا چاہیے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جب شادی کرنے لگو تو نہ دولت دیکھو نہ صورت دیکھو، نہ خاندان دیکھو۔ جو دیکھنے کی چیز ہے اور جس پر تمہیں غور کرنا چاہیے وہ دینداری ہے، اسے دیکھو۔

پس اگر یہ معیار بن جائیں تو پھر دیکھیں کس طرح ہمارا معاشرہ مکمل طور پر پاک لوگوں کا معاشرہ بن جاتا ہے۔ **پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی بچی اور ایک احمدی عورت کا ایک تقدّس ہے، اس کی حفاظت اس کا کام ہے۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جو دین سے دور لے جانے والا ہو۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے تقدّس پر حرف آتا ہو۔ عورتوں کو کام کرنا ہے، یہ منع نہیں ہے مثلاً نوکریاں کرنا، تعلیم حاصل کرنا منع نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اگر ایسے کام کریں گی جس سے بد نتائج نکلتے ہوں تو وہ منع ہیں۔ اس لیے ایسے کام کریں، پڑھائی میں ایسی لائن احمدی بچیاں چنیں جو ان کو فائدہ دینے والی ہو اور انسانیت کو بھی فائدہ دینے والی ہو۔ اب مثلاً بعض علم ہیں، جیالوجی ہے یا اس طرح کے اور۔ یہ بڑے مفید علم ہیں لیکن ان کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ ریسرچ کے لیے کئی کئی دن بیابانوں میں پھرنا پڑتا ہے۔ ایسے علم کی بجائے جس میں tour پر جانے کی وجہ سے ہر وقت ماں باپ کو دھڑکا لگا رہے بہتر ہے وہ علم حاصل کیا جائے جسے آنحضرت ﷺ نے پسند فرمایا یعنی علم الابدان اور علم الادیان۔**

احمدی بچیاں پڑھائی میں عموماً ہوشیار ہوتی ہیں۔ انہیں میڈیسن کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے اور دین کی تعلیم تو ہر احمدی مرد اور عورت کے لیے لازمی ہے۔ اس سے دنیا کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہے اور اپنی نسلوں کو بھی فائدہ پہنچانے والی ہوگی۔ بچیوں کے لیے زبانیں سیکھنا بڑی اچھی بات ہے، اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ جماعت کو بھی فائدہ ہوگا، ترجمہ کرنے والی میسّر آجائیں گی۔ دنیا کو بھی فائدہ ہوگا، آپ کی نسلوں کو بھی فائدہ ہوگا۔ تو بچیوں کو ایسے مضامین لینے چاہئیں جو ان کے لیے، انسانیت کے لیے، آئندہ نسلوں کے لیے فائدہ مند ہوں اور سب سے بڑھ کر دین سیکھنے کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔ اس سے فضول قسم کی باتیں، دوسروں کا استہزاء اور تمسخر، مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنا جو ہے اس سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔ دنیاداری کی باتوں اور اپنے پیسے دکھانے یا دوسرے کے بہتر حالات دیکھ کر کڑھنے اور پھر نقصان پہنچانے کی عادتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ اگر ہر احمدی عورت اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کرلے کہ اس نے ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہے اور اپنے اندر نیک اعمال کو جاری کرنا ہے، صالح اعمال کو جاری کرنا ہے تو آپ دیکھیں گی کہ دنیا میں احمدیت کس تیزی سے پھیلتی ہے، ان شاء اللہ۔

اس وقت دنیا کو ایک خدا کی پہچان کروانے کی ضرورت ہے اور اس میں دنیا کی بقاء ہے۔ اس لیے پہلے اپنے آپ کو اس طرح ڈھالیں کہ آپ کا ہر عمل خالصتاً للہ ہو جائے۔ آپ دنیا کو یہ بتانے والی بن جائیں کہ دیکھو یہ تبدیلی ہمارے اندر اس وجہ سے آئی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس آخری کتاب پر عمل کرنے والی ہیں جو آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے اتاری تھی۔ اس لیے اگر تم بھی اپنے خدا سے ملنا چاہتی ہو، اپنے دلوں کی بے چینی دور کرنا چاہتی ہو تو اس طرف آؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہیں ورغلا رہا ہے۔ تمہیں دنیا کی آسائشیں اور سہولتیں دکھا کر دھوکے میں ڈال رہا ہے۔ تم سمجھتی ہو کہ دنیا تمہارے کسی کام آئے گی۔ یہ دنیاداری کے اعمال تو صرف جہنّم کا راستہ دکھانے والے ہیں۔ جنّت میں جانے اور اس دنیا میں بھی سکونِ قلب حاصل کرنے کے لیے نیک اور صالح اعمال کام آئیں گے۔ تو اس طرح جب آپ دنیا کو پیغام پہنچانے والی ہوں گی تو جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر رہی ہوں گی وہاں اپنی نسلوں کی بھی ضمانت حاصل کر رہی ہوں گی کہ وہ نیکیوں پر قائم رہنے والی ہیں اور ہمیشہ نیکیوں پر قائم رہنے والی رہیں گی۔ لیکن اس کے لیے جیسا کہ میں نے کہا اور ہمیشہ کہا کرتا ہوں اپنے اندر اعمالِ صالحہ بجالانے کی روح پیدا کرنی بہت ضروری ہے۔ اس لیے اپنی عبادتوں کے

بھی معیار قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکام کے بھی معیار قائم کریں۔ اب ایک پردہ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے تقدّس کی حفاظت کے لیے اس کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کہ اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو۔ اس میں ایک تو یہ بتا دیا کہ لباس ایسا ہونا چاہیے جس سے جسم کا ننگ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ جین بلاؤز پہن کر جو باہر نکلتی ہیں تو غلط ہے۔ بعض مائیں اپنی بچیوں پر توجہ نہیں دیتیں اور کہتی ہیں ابھی چھوٹی ہے حالانکہ بارہ تیرہ سال کی عمر کے بعد لباس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں سے گزار کر ڈھانک کر پہنا کرو۔ پردہ کا ایسا حکم ہے جس کا قرآن کریم میں مختلف زاویوں سے مختلف جگہوں پر ذکر آیا ہے تو احمدی بچیوں اور عورتوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

جن باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کھول کر احکام دے دیئے ہیں ان کے عملِ صالح ہونے کے بارے میں تو ایک مومن عورت کے دل میں ذرا بھر شبہ نہیں ہونا چاہیے اور اس کو بجالانے اور اس پر عمل کرنے پر ذرا بھر بھی تردّد نہیں ہونا چاہیے۔

آج کل میں نے دیکھا ہے کہ پاکستان سے جو اسائلم حاصل کر کے یہاں آنے والی اور بعض جلسے پر آنے والی عورتیں بھی پتہ نہیں کس احساسِ کمتری کے تحت ائرپورٹ سے نکلتے ہی نقاب اتار دیتی ہیں اور جو دوپٹے اور سکارف لیتی ہیں وہ بہر حال اس قابل نہیں ہوتے کہ اس سے صحیح طور پر پردہ ہو سکے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد یہ سر سے ڈھلک رہا ہوتا ہے۔ پھر میک اَپ بھی کیا ہوتا ہے۔ اگر ایک عورت مثلاً ڈاکٹر یا کسی اور پیشے میں ہے اور اپنے پیشے کے لحاظ سے ہر وقت اس کے لیے نقاب سامنے رکھنا مشکل ہے تو وہ ایسا سکارف لے سکتی ہے جس سے چہرے کا زیادہ سے زیادہ پردہ ہو سکے اور اس کے کام میں بھی روک نہ پڑے لیکن ایسی صورت میں پھر بھرپور میک اَپ بھی چہرہ کا نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ایک عورت جو خانہ دار خاتون ہے، پاکستان سے پردہ کرتی یہاں آئی ہے، یہاں آکر نقاب اتار دے اور میک اَپ بھی کرے تو یہ عمل کسی طرح بھی صالح عمل نہیں کہلا سکتا۔ ایسی عورت کے بارے میں یہی سوچا جا سکتا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کی بجائے دنیا کو دین پر مقدّم کر رہی ہے، ماحول سے متأثر زیادہ ہو رہی ہے بلکہ بعض دفعہ شرم آتی ہے یہ دیکھ کر کہ یہاں یورپ کے ماحول میں پلی بچیاں جو ہیں، عورتیں جو ہیں وہ ان پاکستان سے آنے والی عورتوں سے زیادہ بہتر پردہ کر رہی ہوتی ہیں۔ ان لوگوں سے جو پاکستان یا ہندوستان سے آئی ہیں ان کے لباس اکثر کے بہتر ہوتے ہیں۔ وہاں جو برقعہ پہن رہی ہوتی ہیں اگر تو وہ مردوں کے حکم پر اتار رہی ہوتی ہیں تب بھی غلط کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کے خلاف مردوں کے کسی حکم کو ماننے کی ضرورت نہیں اور اگر یہ عورتیں خود ایسا کر رہی ہیں تو مردوں کے لیے بھی قابلِ شرم بات ہے۔ ان کو تو انہیں کہنا چاہیے تھا کہ تمہارا ایک احمدی عورت کا تقدّس ہے اس کی حفاظت کرو، نہ کہ اس کے پردے اتر واؤ۔ پس ہر قسم کے کمپلیکس سے آزاد ہو کر مردوں اور عورتوں دونوں کو پاک ہو کر یہ عمل کرنا چاہیے اور اپنے پردوں کی حفاظت کریں۔ ایسی عورتیں اور ایسے مردوں کو اس بات سے ہی نمونہ پکڑنا چاہیے کہ غیر مذاہب سے احمدیت میں داخل ہونے والی عورتیں تو اپنے لباس کو حیادار بنا رہی ہیں، جن کے لباس اترے ہوئے ہیں وہ ڈھکے ہوئے لباس پہن رہی ہیں اور احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور آپ اس حیادار لباس کو اتار کر ہلکے لباس کی طرف آ رہی ہیں جو آہستہ آہستہ بالکل بے پردہ کر دے گا۔ بجائے اس کے کہ دین کے علم کے آنے کے ساتھ ساتھ روحانیت میں ترقی ہو اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پہلے سے بڑھ کر پابندی ہو، اس سے دور ہٹنا سوائے اس کے کہ دوبارہ جہالت کے گڑھے میں گرادے اور کچھ نہیں ہو گا۔ پھر ایک حکم کے بعد دوسرے حکم پر عمل کرنے میں سستی پیدا ہو گی، پھر نسلوں میں دین سے دوری پیدا ہو گی جیسا کہ پہلے ہی میں بتا آیا ہوں اور پھر اس طرح آہستہ آہستہ نسلیں بالکل دین سے دور ہٹ جاتی ہیں اور برباد ہو رہی ہوتی ہیں۔

پس کسی بھی حکم کو کم اہمیت کا حکم نہ سمجھیں۔ استغفار کرتے ہوئے اللہ کے آگے جھکیں تا کہ جہاں اپنی دنیا اور عاقبت سنوار رہی ہوں وہاں نئ

آنے والی نسلوں کو بھی ہر قسم کی ٹھوکر سے بچائیں۔ نئی آنے والی، جماعت میں شامل ہونے والیوں کو بھی ٹھوکر سے بچائیں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کے یہ عمل صالح ہی ہوں گے جو تبلیغ کے لحاظ سے بھی اور نئی آنے والیوں اور آپ کی نسلوں کی تربیت کے لحاظ سے بھی آپ کو احمدیت کے لیے مفید وجود بنائیں گے۔ پس آپ سب نوجوان بچیاں بھی اور عورتیں بھی اپنے جائزے لیں اپنے اندر جھانکیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں کس تعلیم کا پابند کیا ہے، خدا تعالیٰ ہمیں کس تعلیم کا پابند کرنا چاہتا ہے، ہمارے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتا ہے اور ہم کس حد تک اس پر عمل کر رہی ہیں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آکر عہدِ بیعت کرنے کے بعد کس حد تک اس کو نبھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اپنی نسلوں میں یہ روح کس حد تک پھونک رہی ہیں کہ آج دنیا کی نجات اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر عمل کرنے سے ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں پر عمل کرتے ہوئے ہم نے دنیا کو اس طرف لانا ہے تاکہ نیک اعمال کے کی وجہ سے دنیا کے فساد ختم ہوں۔ قرآن کریم ایک مکمل تعلیم ہے اس کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں۔** کسی قسم کے احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہوں بلکہ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے دنیا کو اس طرف بلائیں، ایسے عمل دکھائیں تاکہ آپ کے اعلیٰ معیار دیکھ کر غیر عورتیں آپ سے راہنمائی حاصل کریں۔ دنیا کی عورتیں آپ کے پاس یہ سوال لے کر آئیں کہ گو ہم بعض دنیاوی علوم میں آگے بڑھی ہوئی ہیں، بظاہر ہم آزاد ماحول میں اپنی زندگیاں گزار رہی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم دل کا سکون اور چین حاصل نہیں کر سکیں۔ ہمارے اندر ایک بے چینی ہے، ہمارے خاندانوں میں بٹوارہ ہے، ایک وقت کے بعد خاوند بیویوں میں اختلافات کی خلیج بڑھتی چلی جاتی ہے جس سے بچے بھی متأثر ہوتے ہیں اور سکون اور یکسوئی سے نہیں رہ سکتے۔ جب کہ تمہارے گھروں کے نقشے ہمارے گھروں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ تمہارے گھر ہمیں پر سکون نظر آتے ہیں۔ ہم تمہیں ماڈل سمجھتے ہیں۔ ہمیں بتاؤ کہ ہم یہ سکون کس طرح حاصل کریں۔ یہ غیروں کو آپ کے پاس آکر سوال پوچھنا چاہیے۔ پھر آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اسے بھول رہی ہو۔ نہ مرد اس پر عمل کر رہے ہیں، نہ عورتیں اس پر عمل کر رہی ہیں اور وہ ہے اس کی عبادت کرنا اور نیک اور صالح اعمال بجا لانا اور یہ تمہیں حقیقی اسلام میں ہی نظر آئے گا۔ عورت کو ہمارے دین نے گھر کا نگران اور خاوند کے گھر کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی ہے۔ جب تک تم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانو گی اور اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھو گی، تمہارے ہاں سکون نہیں پیدا ہو سکتا۔ اور یہ تم لوگ جو اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ سمجھتے ہو، بھول گئے ہو کہ خدا بھی ہے۔

پس آپ احمدی عورتیں کسی قسم کے احساسِ کمتری کی بجائے احساسِ برتری کی سوچ پیدا کریں۔ اپنی تعلیم کو کامل اور مکمل سمجھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم پر پوری توجہ دیں، اس پر کاربند ہوں تو آپ ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا کی رہنما کا کردار ادا کریں گی ورنہ اگر صرف اس دنیا کے پیچھے ہی دوڑتی رہیں تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور ہاتھ ملتی رہ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی قومیں عطا فرمائے گا جو اس کام کو آگے بڑھائیں گی لیکن مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان پرانی نسلوں اور پرانے خاندانوں اور ان احمدی عورتوں کے ہاتھ میں ہی رہے گا جن کو مشکل وقت میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ پس آپ لوگ اپنے اندر یہ احساسِ ذمہ داری کبھی ختم نہیں ہونے دیں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ آپ کو توفیق دے۔ پس اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے تاکہ آپ کا ہر قدم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جانے والا قدم ہو اور آپ اپنے پیچھے ایسی نسل چھوڑ کر جانے والی ہوں جو اگلی نسلوں کے دلوں میں بھی اللہ کے دین کی عظمت پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 جون 2015ء تا 02 جولائی 2015ء)

منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خدا اے میرے پیارے خدایا
الٰہ العالمیں ربّ البرایا

ملیک و مالک و خلاّق عالم
رحیم و راحم و بحر العطایا

تری درگہ میں اک امید لے کر
ترا اک بندہ عاصی ہے آیا

وہ خالی ہاتھ ہے ہر پیشکش سے
نہیں لایا وہ ساتھ اپنے ھدایا

جو تو نے دی تھی اس کو طاقت خیر
وہ کر بیٹھا ہے اس کا بھی صفایا

وہ حیوانوں سے بدتر ہو رہا ہے
نہیں تقویٰ میں حاصل کوئی پایا

سمٹ کر بن گئی نیکی سویدا
افق پر چھا گئیں اس کی خطایا

بتاؤں کیا کہ شیطاں نے کہاں سے
کہاں لے جاکے ہے اس کو گرایا

نہیں آرام پل بھر بھی میسر
ہے اس ظالم نے کچھ ایسا ستایا

جہاں کا چپّہ چپّہ دیکھ ڈالا
مگر کوئی ٹھکانا بھی نہ پایا

ہوا مایوس جب چاروں طرف سے
نہ جب کوشش نے اس کو کچھ بنایا

تو ہر پھر کر یہی تدبیر سوجھی
تری تقدیر کا درکھٹ کھٹایا

یہی ہے آرزو اس کی الٰہی
یہی ہے التجا اس کی خدایا

کہ مشرق اور مغرب دیکھ ڈالے
سکوں لیکن کہیں اس نے نہ پایا

تری درگاہ میں وہ آخر الامر
تمنّا دل میں لے کر ہے یہ آیا

تری رحمت کی دیواروں کے اندر
کلام اللہ کا مل جائے سایا

تو وہ دھونی محبّت کی رما کر
جلا دے سب جہالت اور مایا

(از کلام محمود: ص144)

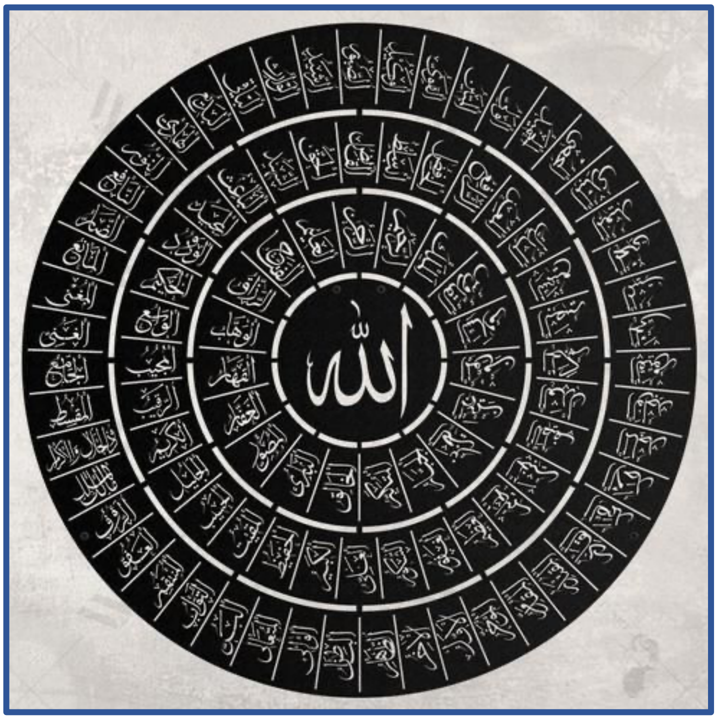

صفاتِ باری تعالیٰ

(سعدیہ جاوید ۔ مجلس بیت النصر)

صفاتِ باری تعالیٰ کا تذکرہ جاری ہے۔ امّہات الصّفات میں تین صفات یعنی الرّب، الرّحمٰن، الرّحیم گذشتہ مضامین میں بیان کئے جاچکے ہیں۔ اصل مقصد تو اس مضمون کا یہ ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کریں اور اپنی روزمرّہ کی زندگی میں ان کو اپنی ذات میں جاری کریں۔ اللہ تعالیٰ کی صحیح محبت کا حق تو اس وقت ہی ادا ہو سکتا ہے جب انسان ان صفات کو اپناتا چلا جائے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کا یہ ایک بہترین طریق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”انسان کو تمام قوّتیں اور طاقتیں صفاتِ باری تعالیٰ کا مظہر بننے کے لئے دی گئی ہیں۔ انسان کے صفاتِ باری کا مظہر بننے کی علامت یہ ہے کہ اس کے وجود میں بھی حسن واحسان کے جلوے نظر آنے لگیں“۔(انوار القرآن جلد اوّل صفحہ 47)

یہ مضمون اللہ تعالیٰ کی صفت ”مالکیت“ کے بارے میں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ مَالِک کی تشریح میں فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ جزا سزا کے وقت کا مالک ہے، شریعت کے وقت کا مالک ہے، فیصلہ کے وقت کا مالک ہے، مذہب کے زمانے کا مالک ہے، نیکی کے زمانے کا مالک ہے، گناہ کے زمانے کا مالک ہے، محاسبہ کے وقت کا مالک ہے، اطاعت کے وقت کا مالک ہے، غلبہ کے وقت کا مالک ہے، خاص اور اہم حالتوں کے وقت کا مالک ہے“۔(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 24)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ”مالک وہ ہے جس سے بندہ اپنا لباس، کھانا، رحمت اور تربیت و پرورش ہر چیز کا طالب ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے اے میرے بندو! میں تمہارا مالک ہوں، تمہارا کھانا پینا، لباس، جزا سزا، ثواب وجنّت میرے ذمہ ہے۔ پس مالکیت کی صفت سے فیض پانے کے لئے نیک عمل بجالانا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا، اس کی عبادت کی طرف توجہ دینا انتہائی ضروری چیزیں ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں اور یوں مغفرت اور نجات حاصل کرنے والے ہوں“۔(خطبہ جمعہ 9/03/2007)

اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کے تحت جو اسمائے حسنہ آتے ہیں وہ اس طرح سے ہیں:

اَلْقُدُّوس: ایسی ذات جو تمام اسباب عیوب سے پاک ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اَلْمَلِکُ اَلْقُدُّوْسُ کا مطلب ہے کہ ایسا بادشاہ جو ہر عیب سے پاک بادشاہ ہے اور قدّوس کے ساتھ ملائے بغیر خدا کی ملکیت کچھ سمجھ نہیں آسکتی اور اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہم اسے قدّوس کے ساتھ اکٹھا ان معنوں میں پڑھیں کہ وہ مالک ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔ یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی عیب، داغ نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں“۔(خطباتِ طاہر جلد 14 صفحہ 374)

اَلْعَزِیْزُ: سب پر غالب، جس کے لئے کوئی امر ناممکن نہ ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”اس دنیا میں ایک قانون صفتِ عزیز کے تحت جاری ہے جس سے خدا تعالیٰ کے غلبہ اور قدرت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس قانون کی ہر کوئی پوری پابندی کرتا ہے اور پابندی کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ملکی قانون کی طرح اس کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ یہ قانون ایک عزیز ہستی پر دلالت کرتا ہے“۔(تفسیرِ کبیر جلد 1 صفحہ 80)

اَلْوَاحِدُ: اس سے مراد تنہا، یگانہ، یکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ”جب اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کا لفظ استعمال کیا جائے تو وہاں صفات کی وحدانیت مراد ہوتی ہے کہ وہ صفات میں واحد ہے یعنی اپنی صفات میں کامل ہے اور اس کے سوا کوئی اور وجود نہیں جو صفات کے لحاظ سے کامل ہو“۔(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 525)

اَلصَّمَدُ: ایسی بالا ہستی جو خود تو کسی کی محتاج نہ ہو مگر باقی سب اس کے محتاج ہوں اور وہ ان کی حاجتیں پوری بھی کرتا ہو۔ صمد وہ ہے جو تمام افعال اور صفات میں کامل ہو، جو سب سے مستغنی ہو، جس میں کوئی عیب نہ ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”یہ ایسا پاک نام ہے کہ انسان کو اگر اللہ تعالیٰ کے اس نام پر کامل ایمان ہو تو اس کی ساری حاجتوں کے لئے کافی اور سارے دکھوں سے نجات کے سامان ہو جاتے ہیں۔ میں خود اپنے تجربہ سے کہتا ہوں اور اس امر کی فعلی شہادت دیتا ہوں کہ جب صرف اللہ ہی کو محتاج الیہ بنا لیا جاتا ہے تو بہت سے ناجائز ذرائع اور اعمال سے انسان بچ جاتا ہے“۔(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 561)

اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ: عظمت والا، بزرگی والا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”یعنی وہ بہت بڑا ہے اور کوئی چیز نہیں جو اس کے ساتھ مل کر اس کے رتبہ کو بڑھا سکے۔ جو چیز خدا کے ساتھ ملے گی اس کا اپنا رتبہ ہی بڑھے گا نہ کہ خدا کا۔ وہ بہت بلند اور بڑی شان رکھنے والا ہے۔ اَلْعَلِیُّ میں اس کی رفعت اور بلندی کی طرف اور اس کی طاقتوں کی وسعت کی طرف اشارہ کیا ہے“۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 584)

اَلْمُتَکَبِّرُ: تمام مخلوقی عیوب اور مخلوق کے اوصاف سے مبرّا ہستی۔ ہر طرح کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔ کمال بزرگی کا مالک اور مستحق ہے۔

اَلْقَهَّارُ: غلبہ رکھنے والا، زبردست حکمران۔ طاقتور اور اپنے بندوں پر غالب ہے۔

اَلْفَتَّاحُ: کھولنے والا، مشکل کشائی کرنے والا۔

خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ: سب کشائش کرنے والوں سے بہتر، کھولنے والا، حق کو ظاہر کرنے والا۔

اَلْقَادِرُ: قدرت والا، ہر ایک چیز پر جسے پر وہ چاہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ قادر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جو اس کے منشاء کے مطابق ہوتی ہے یعنی خدا تعالیٰ کی قدرت کا اظہار پسندیدہ چیزوں میں ہوتا ہے۔ ناپسندیدہ چیزوں میں نہیں۔ قرآن شریف یہ ہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسندیدہ چیزوں کا اندازہ کرنے والا ہے جو قدیر کے معنی ہیں۔ یعنی ایسے امور کو ظاہر کرنے والا ہے جو اس کے منشاء کو پورا کرتے ہوں“۔
(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 16)

اَلْکَبِیْرُ: کبیر کا مطلب ایسی ذات جو تمام تدابیر کو چاہے تو توڑ بھی سکتی ہے۔ بزرگ تر، تمام بزرگیوں کا مستحق۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں ”کبیر کے معنی ہیں کبر والا اور کبر کے معنی ہیں کبیر، عظمت و جبروت والا، اس بڑائی پر دلالت کرتا ہے جس سے دوسروں پر اثر ڈالنے والی بلندی مراد ہو۔ ایسا ہی کبیر میں خدا تعالیٰ کی وہ بڑائی مراد ہے جو بہ نسبت اس کی مخلوق کے ہیں“۔(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 389)

اَلْوَالِیُ: تمام امور کا متولّی اور سب کا مالک۔

اَلضَّار: اعمالِ بد کے برے نتائج ظاہر کرنے والا، خیر و شر کا مالک۔

اَلْخَافِض: نافرمانوں کو پست کرنے والا، منکرین کو پست کرنے والا۔

اَلْبَاقِی: ایسی ذات جس کو فنا نہیں، لافانی، میرا رب، میرا پروردگار۔

اَلْوَارِث: فناءِ موجودات کے بعد باقی رہنے والی ہستی۔ کل کائنات جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اس کی فنا کے بعد بھی قائم و دائم رہنے والا۔ میرا رب جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اَلْمُتَوَفِّیْ: وفات دینے والا، طبعی موت مارنے والا۔

اَلْمُمِیْت: مارنے والا، زندگی کو ختم کرنے والا۔

اَلْجَامِع: تمام کمالات کا جامع، تمام مخلوقات کا جمع کرنے والا۔

اَلْجَلِیْل: قہری نشان ظاہر کرنے والا، اپنے انبیاء کی صداقت کے ثابت کرنے کے لئے اور اپنی ہستی کو منوانے کے لئے ہر ایک زمانے میں اس کی یہ شان ظاہر ہوتی ہے۔

اَلْعَدْل: فیصلہ کرنے میں ظلم سے کام نہ لینے والی ذات، کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی مالک بھی ہے اس لئے وہ دنیا کے مالکوں کی طرح نہیں ہے کہ اپنی رعیت پر صرف عدل سے تو کام لے لیکن رحم کے عنصر کو بالکل بھول جائے۔

اَلْحَکَم: اپنی مخلوق کا صحیح فیصلہ کرنے والا حاکم، سب سے بہتر اور درست فیصلہ کرنے والی ذات۔

اَلْاَوَّل: تمام مخلوقات اور موجودات سے پہلے خدا تعالیٰ کی ذات بابرکت موجود تھی، اس پہلے کوئی نہیں تھا۔

اَلْاٰخِر: ہر ایک چیز کے فنا ہونے کے بعد بھی میرے اللہ کی ذات موجود رہے گی۔

اَلظَّاہِر: یعنی ہر ایک چیز سے اوپر اور غالب وہی ہے، اس کے اوپر کوئی چیز غالب نہیں۔ اس پر کسی بھی وقت کوئی حکمران نہیں۔ ظاہر عرب لغت میں بڑے زور والے کو بھی کو کہتے ہیں اور ظاہر اونچے کو بھی کہتے ہیں۔

اَلْبَاطِن: باطن مخفی کو کہتے ہیں۔ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اور وہی ہر شے کے بطن میں ہے کیونکہ ہر شے اس کی مخلوق ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ کی یہ چار صفتیں ہر وقت رہتی ہیں۔ اللہ اوّل ہے اور جس وقت وہ اوّل ہے اسی وقت آخر بھی ہے اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ قرآن کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے اس کے بنانے کی تاریخ نہیں بتائی۔ دراصل کوئی ہے ہی نہیں۔ آج بھی اللہ اوّل ہے اور آج ہی آخر بھی ہے غرض کہ جس وقت مجھ کو بنا رہا تھا، جتنا حصہ میرا بن چکا تھا، ان سب وقتوں میں میری حفاظت فرما رہا تھا۔

اَلْحَسِیْب: حساب لینے والا، دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ کسی چیز کا کافی ہونا، اللہ تعالیٰ جو مالک بھی ہے وہ ہی اپنی مخلوق کی احتیاجات کو پورا بھی کرتا ہے۔ اس کا ایک مطلب محاسبہ کرنے کے بھی ہیں۔ اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنا، اس کے احکامات سے روگردانی کرتے چلے جانا، کفر میں بڑھتے جانا، انبیاء کے انکار اور ناحق مخالفت کرنے پر محاسبہ بھی کرے گا۔

سَرِیْعُ الْحِسَاب: جلد حساب کرنے والا، مثلاً کافروں کے بد اعمال کی سزا انہیں جلد دینے کے لیے بھی اور مومنوں کو ان کے اعمالِ صالحہ کی جزا دینے کے لیے بھی یہی اس کی مالکانہ شان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ اس صفتِ باری تعالیٰ کی تشریح میں بیان فرماتے ہیں ”سریع الحساب کا مطلب یہ ہے نیکی اور بدی کی جزا میں کوئی دیر نہیں لگتی بلکہ ادھر عمل سرزد ہوتا ہے اور ادھر اس کی جزا ظاہر ہو جاتی ہے یعنی انسان کا ہر عمل اس کے جوارح پر فوراً اثر ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اسی سنّت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ہر کام کا اثر فوراً انسان کے دل پر پڑ جاتا ہے اور یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیا جاتا ہے۔ تازہ تحقیقات سے بھی یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسانی حرکت ایسی نہیں جو فضا میں محفوظ نہ ہو جاتی ہو۔ پس عمل اور اس کی جزا دو توام بھائی ہیں کہ ایک کے ساتھ دوسرا بھی ظہور میں آجاتا ہے“۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 447)

اَلشَّہِیْد: حاضر اور نگہبان، نگران بادشاہ، گواہ، یعنی اللہ کی یہ وہ صفت ہے کہ مخلوقات کے ہر حال سے واقف اور مطلع رہنے والی ذات۔ شہادت غیب سے وجود میں آتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”شہادت کا لفظ غیب کے بالمقابل بولا جاتا ہے۔ پس غیب اور شہادت کے دو معنی ہیں، شہادت جو لوگ ظاہر کرتے ہوں اور غیب جسے وہ چھپاتے ہوں“۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 389)

اَلْحَق: سچائی اور صداقت کا سرچشمہ، اپنی ہستی میں ثابت شدہ۔

اَلْقَوِی: توانا، قوّت والا، چونکہ اللہ تعالیٰ کامل قدرت رکھتا ہے اس لئے وہ قوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت قرآن کریم میں دوسری صفات کے ساتھ آئی ہے ”وہ ہی ہے بہت طاقت ور کامل غلبہ والا“۔ (الشّوریٰ: 20)

”یقیناً وہ بہت طاقت ور، سزا دینے میں سخت ہے“۔ (المومن: 23)

اللہ رب العزّت کی یہ تمام صفاتِ حسنہ قرآن کریم میں جابجا آئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ان چار صفات سے پھوٹ رہی ہیں جو سورۃ الفاتحہ میں ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”خدا تعالیٰ نے جاندار اشیاء سے اپنی صفاتِ کاملہ کے ظہور کو وابستہ کر دیا ہے اور اس طرح وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون سا انسان ان صفات سے فائدہ اٹھا کر دوسرے بنی نوع انسان سے زیادہ ترقّی کرتا جاتا ہے۔ انسان صفات الٰہیہ کا مظہر بننے کے لیے پیدا کیا گیا“۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 149)

خدا تعالیٰ کی ان چاروں صفات کو اپنانے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں ”جس طرح خدا تعالیٰ رب ہے تم بھی رب بنو، جس طرح وہ رحمان ہے تم بھی رحمان بنو، جس طرح وہ رحیم ہے تم بھی رحیم بنو، جس طرح وہ مالک یوم الدّین ہے، تم بھی اندھے قاضی نہ بنو بلکہ مالک یوم الدین بنو۔ اصلاح اور درستی کی اصل غرض تمہارے سامنے رہے۔ خدا تعالیٰ کی طرح رازق بنو، غفّار بنو، ستّار بنو، نیک باتوں اور قوموں اور مُردوں کے لئے مُحی بنو اور بری باتوں اور برے افراد کے لئے ممیت بنو، اسی طرح حفیظ بنو، باسط بنو، قیّوم بنو“۔ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 378)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں ”وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفاتِ کاملہ ایک خدا کا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلیٰ جس بڑھ کر کوئی اعلی نہیں ہو سکتا وہ ہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے“۔ (روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 372)

خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین رکھنے کے بعد ہماری یہ نہایت اہم ذمہ داری ہے کہ ہم اس کے احکام پر عمل کریں اور خدا تعالیٰ کی جو صفات قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں ان کو اپنے اندر جاری کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی صفات کا صحیح فہم و ادراک ہمیں عطا فرمائے۔ آمین

رسول کریم ﷺ کے معمولات زندگی

(امتہ القدوس قدسیہ – مجلس Drammen)

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وہ انسانِ کامل ﷺ جب پیدا ہوتا ہے جس کے لیے اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے یہ دنیا ہی اس کے لیے بنائی ہے، تو اس کا باپ پہلے ہی دنیا چھوڑ کر جا چکا ہوتا ہے اور چھ سال کے بعد ماں کی ممتا سے بھی محروم ہونے والا وہ بچہ پھر دادا کی پر شفقت چھاؤں تلے، دائی حلیمہ کے زیرِ سایہ عرب کے حالات کے مطابق شہر سے دور دیہات میں اپنے ہم عصر ساتھیوں کے ساتھ زندگی کے دن گزارتا ہے جہاں اس کا کام گاؤں والوں کی بھیڑ بکریاں چرانا، ان کا خیال رکھنا اور اور بس کھانا پینا اور کھیلنا تھا۔

اس زمانے میں پڑھائی لکھائی کا بھی اتنا زور نہیں تھا۔ چند ایک گھرانے ہی اپنے بچوں کو تعلیم دلواتے تھے ورنہ وہ قوم بھی اُمیّ تھی۔ وہ کامل انسان جس کے ذریعہ سے اللہ نے کائنات کے رنگ میں اخلاقِ حسنہ کی آبیاری کرنی تھی اور قیامت تک کے لیے ایک پاک وجود کو نمونہ بنانا تھا اسے بھی اُمیّ ہی رکھا، پھر اس کی خود تربیت کی اور اسے قرآن کا وہ علم دیا کہ جس کے ذریعے اس نے پھر کل عالم کی تربیت کی اور اچھے اخلاق سکھائے اور دنیا کو ایک مکمل ضابطۂ حیات دیا جس پر عمل کرنے والی قوموں کو نجات کی بشارت دی۔

وقت گزرتا گیا اور یہ ننھا بچہ جب اس دیہات کے ماحول سے نکل کر شہر میں اپنے دادا کے پاس آیا تو کچھ ہی عرصہ بعد دادا کا بھی انتقال ہو گیا اور شفیق چچا نے دستِ شفقت رکھتے ہوئے اسے اپنی پناہ میں لے لیا۔ چچا کے ساتھ پھر انہیں دوسرے شہروں میں تجارت کے لیے بھی جانے کا موقع ملا۔ وہیں ایک عیسائی راہب نے ان کو دیکھتے ہی یہ بشارت بھی دی کہ یہ بچہ بڑا ہو کر ایک ایسا بادشاہ بنے گا کہ دور دور تک پہچانا جائے گا کیونکہ جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے ایسا نظر آیا کہ درخت اور پودے بھی اسے سجدہ کر رہے ہیں۔ گویا اللہ نے ایسی بشارات عام لوگوں کے ذریعے دینی شروع کر دی تھیں تا کہ نیک فطرت لوگ سمجھ جائیں کہ یہ بچہ کوئی معمولی نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی طبیعت شروع سے ہی امن پسند تھی۔ لڑائی جھگڑوں سے دور رہتے اور امن کی کوششوں میں رہتے۔ چنانچہ جب مکہ اور اس کے گرد و نواح کے قبائل کی لڑائیوں سے تنگ آ کر مکہ کے کچھ نوجوانوں نے ایک انجمن بنائی جس کی غرض مظلوموں کی مدد کر کے امن کی فضا قائم کرنا تھا تو رسول کریم ﷺ بڑے شوق سے اس میں شامل ہو گئے، اس انجمن کا نام "حلف الفضول" تھا کیونکہ اس میں شامل ہونے والے تین لوگوں کے نام میں فضل آتا تھا اور انہوں نے ان الفاظ میں قسم کھائی کہ "وہ مظلوم کی مدد کریں گے اور ان کے حق ان کو لے کر دیں گے جب تک کہ سمندر میں ایک قطرہ پانی کا موجود ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو وہ خود اپنے پاس سے مظلوم کا حق ادا کریں گے"۔ (ابن ہشام جلد 1 صفحہ 36)

جوانی تک آپ ﷺ کی دیانتداری، شرافت اور ایمانداری کے چرچے پورے مکہ میں پھیل چکے تھے اور لوگ انگلیاں اٹھا کر کہتے کہ وہ دیکھو ایک سچا انسان جا رہا ہے۔ یعنی عرب کے اس شیطانی، وحشی اور بے حیا معاشرے میں رہ کر بھی اللہ کے فضل نے اس کامل انسان کو ایک نمونے کے طور پر پیش کر دیا تھا اور اسی شہرت کی وجہ سے جب وہ عرب کی مالدار بیوہ کا مالِ تجارت واپس لائے تو مکہ کی اس مالدار چالیس سالہ بیوہ خاتون نے اپنی ملازمہ سے اس خوبرو جوان کی دیانتداری اور خیر خواہی کی تعریف سنی تو طبیعت پر خاص اثر ہوا اور اپنی سہیلی کے ذریعے شادی کا پیغام بھجوا دیا جسے حضرت ابو طالبؓ کے

مشورے سے قبول کر لیا گیا۔ آج صدیوں بعد اسی امت کے خود کو پڑھا لکھا اور ماڈرن کہنے والے معاشرے میں بھی اگر کوئی عورت ایسے شادی کرنا چاہے تو اسے سو طرح کی باتیں کی جاتی ہیں، آوارہ اور آزاد کہا جاتا ہے۔ دونوں طرف کے خاندان والے اس عورت کا جینا حرام کر کے بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے لیکن اُس جہالت کے زمانے میں بھی بہت برائی کے باوجود یہ ایک اچھی رسم بھی تھی کہ شادی کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی تھی۔ ہم یہ تو یاد رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں ایک بیوہ سے شادی کی لیکن ہم آج عملی زندگی میں اس پر عمل کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور اس کے آدھے حصے پر عمل کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے سنّت پوری کرلی، لیکن شادی اپنے سے چھوٹی عمر کی لڑکی سے ہی کرتے ہیں۔ اگر کوئی چالیس سال کی بیوہ سے کر بھی لیتا ہے تو اس کو بدنام کر کے جینے کا حق بھی چھین لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقت میں رسول اللہ ﷺ کی سچی تقلید کرنے کی توفیق دے آمین۔

شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سارا مال اور غلام آپ ﷺ کے حوالے کر دیا اور آپ ﷺ نے سب سے پہلے غلاموں کو آزاد کیا جن میں زید بن حارثؓ بھی تھے جنہوں نے بعد میں اپنے والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کا پیار ڈال دیا تھا اور ان سے جدا ہونا کسی بھی صورت میں گوارا نہ تھا اور یہی محبت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور یہی زید بن حارثؓ تھے جنہوں نے نبوت کا اعلان سننے کے بعد سب سے پہلے غلاموں میں سے آپ ﷺ کی نبوت کی تائید کی تھی۔

جب آپ ﷺ تیس سال کے ہوئے تو اللہ کی عبادت نے جوش مارا اور شہر کے لوگوں کی شرارتوں، بدکاریوں اور خرابیوں سے متنفّر ہو کر مکہ سے دو تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی کی ایک چھوٹی سی غار "حرا" میں دو تین دن کا کھانا ساتھ لے جاتے اور خدا تعالیٰ کی دن رات عبادت کرتے۔ یہی وہ نو دس سال کی عبادات کا عرصہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مربی حالت سے گزار کر نبوّت کے لیے تیار کیا اور پھر پہلی وحی نازل کی اور دنیا کو آپ ﷺ کے ذریعے وہ مکمل ضابطہ ٔحیات دیا جس کا عملی نمونہ ہمیں آپ ﷺ کی زندگی کے شب و روز میں نظر آتا ہے اور آپ ﷺ قرآن کے عین مطابق کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی اے رسول تو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے، کا نمونہ بنے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "آنحضرت ﷺ کی زندگی بہت سادہ تھی اور آپ ﷺ کسی کام کے کرنے کو عار نہیں سمجھتے تھے۔ اونٹ کے لیے چارا خود ڈالتے، گھر کے کام کاج کرتے، اپنی جوتیوں کی مرمت کر لیتے، کپڑے کو پیوند لگاتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے۔ خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے، آٹا پیستے پیستے اگر وہ تھک جاتا تو اس کی مدد کرتے۔ بازار سے گھر کا سامان اٹھا کر لانے میں شرم محسوس نہ کرتے۔ امیر غریب ہر ایک سے مصافحہ کرتے، سلام میں پہل کرتے۔ اگر کوئی معمولی کھجوروں کی دعوت بھی دیتا تو آپ ﷺ اسے حقیر نہ سمجھتے اور قبول کر لیتے۔ آپ ﷺ نہایت ہمدرد، نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ آپ ﷺ کا رہن سہن بڑا صاف ستھرا تھا۔ بشاشت سے پیش آتے۔ تبسّم آپ ﷺ کے چہرے پر جھلکتا رہتا۔ آپ ﷺ زور کا قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے۔ خدا کے خوف سے فکر مند رہتے لیکن ترش روئی اور خشکی نام کو نہ تھی۔ منکسر المزاج تھے لیکن اس میں کسی کمزوری، پست ہمتی کا شائبہ تک نہ تھا۔ بڑے سخی تھے لیکن بے جا خرچ سے ہمیشہ بچتے۔ نرم دل، رحیم و کریم تھے۔ ہر مسلمان سے نرمی سے پیش آتے۔ اتنا پیٹ بھر کر نہ کھاتے کہ ڈکار لیتے رہیں۔ کبھی حرص و طمع کے جذبے سے ہاتھ نہ بڑھاتے بلکہ صابر و شاکر اور کم پر قانع رہتے۔ (حدیقۃ الصالحین 37-38)

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں کہ کیا ہمارے معمولاتِ زندگی اس انسانِ کامل ﷺ کی زندگی کی طرح ہیں جس کے لیے اللہ نے یہ کل کائنات بنائی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے جسم پر نشانات تھے۔ میں نے عرض کیا کہ ہماری جان آپ ﷺ پر فدا ہو، اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو ہم اس چٹائی پر کوئی گدیلا وغیرہ بچھا دیں جو آپ ﷺ کو اس کھردرے پن سے بچائے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: مَا اَنَا وَالدُّنْیَا۔ مجھے دنیاوی لذتوں سے کیا غرض؟ میں تو صرف ایک مسافر کی طرح ہوں جو کچھ دیر ستانے کی غرض سے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے"۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 67 ایڈیشن 2003ء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بتلایا گیا ہے کہ میری امّت میں سے ستّر ہزار لوگ ایسے ہیں جو بلا حساب اور ہر قسم کی باز پرس یا سزا کے بغیر جنّت میں داخل ہوں گے۔ ہم اس پر آپس میں مختلف خیالات کا اظہار کرنے لگ گئے کہ ایسے کون سے لوگ ہو سکتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا "یہ وہ لوگ ہیں جو یقینِ کامل پر قائم ہیں، ہر قسم کے اوہام کے دور میں نہ خود تعویز گنڈے کرتے ہیں اور نہ کراتے ہیں اور نہ بد فال لیتے اور نہ کسی کا برا چاہتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں"۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 85)

رسول پاک ﷺ کی ساری زندگی تبلیغ کی وجہ سے بے حد مصروف، دکھ اٹھانے والی، جنگوں کی تیاری اور جنگوں میں مصروفیت میں گزری لیکن پھر بھی اس دوران وہ ذکر الٰہی کرنے اور مسلمانوں کی تربیت کرنے کا موقع نہ جانے دیتے۔ اور اس دوران خود بھی روزانہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور فرماتے "وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، ان کی مثال مردہ کی طرح ہے"۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 91-92)

رسول پاک ﷺ جہاں باجماعت نماز مسجد میں ادا کرتے تھے وہاں روز مرّہ کے معمولات میں گھر میں بھی نوافل، سنّتیں اور قرآن پاک پڑھنے اور رات کی عبادات میں مشغول رہتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یعنی اپنے گھر میں بھی قرآن کریم اور نوافل اور سنّتیں پڑھا کرو۔ اسی طرح فرمایا میری قبر کو خانقاہ اور زیارت گاہ نہ بناؤ کہ وہاں آکر سجدے کرو اور چڑھاوے چڑھاؤ۔ پھر فرمایا مجھ پر درود و سلام بھیجا کرو، تمہارا درود و سلام جہاں کہیں بھی تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے"۔ (مسند 2/367)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی امّت کی اتنی فکر کرنے والے کے پیروکار کس طرح جعلی پیروں فقیروں اور ولیوں کی درگاہ پر سجدے بھی کرتے ہیں اور چڑھاوے بھی چڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امّت کو اس شرک اور گناہ سے بچائے۔ آمین

حضرت عبد الرحمان بن ابی قراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ ایک روز وضو کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کے صحابہؓ وضو والا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا تم کس سبب سے کر رہے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے۔

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے واقعی محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی تم سے محبت کرے تو ہمیشہ سچ بولو، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں کبھی خیانت نہ کرو اور اپنے پڑوسی سے حسن سلوک کرو"۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 90 – 91)

پس اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہیے کہ ہم امّتِ مسلمہ ہیں یا ہمارا نبی ﷺ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے اور وہ ہماری شفاعت بھی کرے گا بلکہ جب تک ہمارے اعمال اور ہمارے اخلاق بالکل رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کے عمل جیسے نہیں ہو جاتے، ہم اس قابل نہیں کہ اللہ ہماری شفاعت کی اجازت دے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں کہ کیا ہمارے معمولاتِ زندگی اس انسانِ کامل ﷺ کی زندگی کی طرح ہیں جس کے لیے اللہ نے یہ کل کائنات بنائی اور دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے پیارے آقا ﷺ کی تعلیم، تربیت، نصائح، سنّت اور قرآن کی پاک تعلیم پر عمل کرنے والا بنائے کہ ہم شرک، بدعات، تعویز گنڈوں، دوسروں پر ظلم و زیادتی اور فتنہ و فساد کا موجب نہ ہوں۔ آمین

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام

علیک الصّلوٰۃ علیک السّلام

معرفتِ الٰہی

(طاہرہ زرتشت – مجلس Ullensaker)

معرفت کے لغوی معنے ہیں ”کسی چیز کو پہچاننا، علمِ الٰہی، خداشناسی، قانونِ قدرت سے آگاہی۔

معرفت کا حصول انسان کے لیے ایک لازمی امر ہے۔ یہ کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے فرستادہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا ہو گا کیونکہ صرف اس کی عظیم ذات ہی ہے جو ہر حاضر اور غائب کا جاننے والا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ ربّانی ہے: **هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشۡرِكُوۡنَ۔ هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ۔** (الحشر:23 – 25)

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ غیب کا جاننے والا ہے اور حاضر کا بھی۔ وہی ہے جو بن مانگے دینے والا، بے انتہا رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے اور کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا، پیدائش کا آغاز کرنے والا اور مصوّر ہے۔ تمام خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُسی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَیۡلَكُمۡ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیۡرٌ لِّمَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوۡنَ۔ (القصص:81)

اور اُن لوگوں نے جنہیں علم عطا کیا گیا تھا کہا وائے افسوس تم پر! اللہ کا (دیا ہوا) ثواب اُس کے لیے بہت بہتر ہے جو ایمان لایا اور نیک عمل بجا لایا۔ مگر صبر کرنے والوں کے سوا کوئی نہیں جو یہ (معرفت) عطا کیا جائے۔

معرفتِ الٰہی حاصل کرنے والے مقرّبین الٰہی میں شمار ہوتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں علم حاصل کرنا ہو گا۔ وہ طریقے اختیار کرنے ہوں گے جو اس زمانے کے امام حضرت امام مہدی علیہ السلام نے ہمیں بتائے ہیں آپ فرماتے ہیں:

”پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوّت اور حرارت پیدا کرتا ہے“۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 348)

مقرّبانِ الٰہی کی علامات بیان کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”مقرّبین الٰہی کی ایک علامت یہ ہے کہ جب لوگ اپنی راہیں الگ الگ کر لیتے ہیں تب وہ بھیجے جاتے ہیں اور جو ان سے دشمنی اور کینہ رکھتے ہیں اللہ ان کا دشمن بن جاتا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے اللہ کے ساتھ ایسے مضبوط تعلقات ہوتے ہیں جن میں کوئی نیزہ، بھالا، شمشیر براں اور کوئی نشانے پر بیٹھنے والا تیر رخنہ نہیں ڈال سکتا“۔

”ان کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ ان کے گھروں، کپڑوں، پگڑیوں، قمیصوں، چادروں، ہونٹوں، ہاتھوں اور پیٹھوں میں اور اسی طرح ان کے جملہ اعضاء بدنی میں، ان کے بچے کھچے ٹکڑوں اور اس پانی میں جو ان کے پینے کے بعد بچ جاتا ہے برکت رکھ دیتا ہے اور ان کی کمزوری کے وقت اور اس وقت جب وہ گرے پڑے ہوں وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے“۔ (عربی سے ترجمہ۔ الفضل یکم دسمبر 2016ء)

اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا انسان کی روحانی ترقی کے لیے از حد ضروری ہے۔ تعلق باللہ کے لیے قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ علم بہت اہم ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور اس سے سچا تعلق پیدا کرنے کے لیے چند اہم امور ایسے ہیں جنہیں اپنا کر انسان اس عظیم منزل کو حاصل کر سکتا ہے۔ ان امور میں سے چند درج ذیل ہیں؛

تدبیر

"یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے، اس کو حقیر مت سمجھو۔ اسی سے وہ راہ کھُل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے۔ جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالیٰ ان سے الگ ہو جاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفسِ امّارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اس کا نفسِ امّارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوّامہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابلِ قدر تبدیلی پالیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابلِ لعنت نفسِ امّارہ نفسِ لوّامہ ہو جاتا ہے جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے، یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اوّل یہ ضروری شرط ہے کہ جہاں تک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بد عادتوں اور بد صحبتوں کو ترک کر دو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں۔ جس قدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھُلی ہے اس قدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو، نہ ہٹو"۔ (حوالہ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام 29 دسمبر 1904 بتقریب جلسہ سالانہ مسجدِ اقصیٰ قادیان)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے جاتا ہوں"۔

معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰی ﷺ نے پانچ حکم بیان فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا اور میں بھی تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے:

1۔ جماعت کے ساتھ رہو

2۔ امامِ وقت کی باتیں سنو

3۔ اور اس کی اطاعت کرو

4۔ دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو

5۔ اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو"

اسی طرح رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو"۔

علم

معرفتِ الٰہی کے حصول کے لیے دوسری چیز "علم" ہے۔ جس کے حصول کے لیے قرآن کریم نے بھی ہمیں حکم دیا ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفٰی ﷺ نے بھی تاکید فرمائی اور فرمایا: "ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے"۔ (حدیث نمبر 131 حدیقۃ الصالحین)

اسی طرح آپ ﷺ نے دو آدمیوں کا ذکر کیا۔ ان میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالِم۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "عالِم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ایک معمولی آدمی پر ہے۔ یعنی دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتے، آسمانوں میں رہنے والے اور زمین میں

رہنے والے، یہاں تک کہ چیونٹی جو بل میں ہے اور مچھلی جو پانی میں ہے یہ سب دعائیں مانگتے ہیں اس شخص کے لئے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے"۔

(حدیث نمبر 138 حدیقۃ الصالحین)

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اے لوگو! جنّت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو"۔ ہم نے عرض کیا "یارسول اللہ! جنّت کے باغ سے کیا مراد ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "ذکر کی مجالس جنّت کے باغ ہیں"۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصوّر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے"۔ (حدیقۃ الصالحین۔ صفحہ:127 ایڈیشن 2003ء)

دعا اور نماز

معرفتِ الٰہی کو حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے دعا کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ لہٰذا معرفتِ الٰہی کے لیے دعا اور نماز پر انحصار کرنا لازمی امر ہے۔

عاجزی اور انکساری

اس زمانہ کے امام حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"۔ (تذکرہ صفحہ:595)

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں

شاید اسی سے دخل ہو دارلوصال میں

(از دُرّ ثمین)

کلمہ طیبہ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہِ

نہیں کوئی محبوب تیرے سوا | نہیں کوئی مطلوب تیرے سوا

نہیں کوئی مقصود تیرے سوا | نہیں کوئی معبود تیرے سوا

پیارے ترا نام اللہ ہے | خلائق کا تو ہی شہنشاہ ہے

ہر اک عیب سے پاک ہے تیری ذات | ستائش کے قابل ہیں جملہ صفات

کریں تاکہ بندے سعادت وحصول

محمد کو بھیجا بنا کر رسول

(بخار دل۔ ص:۱۲۲)

حفظِ قرآن کی فضیلت

(سدرۃ المنتہیٰ - مجلس نور)

موجودہ دور میں انسان دنیا کی آسائش میں اپنا حقیقی مقصد بھول گیا ہے اور گمراہی کے گڑھے میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ اس وقت صرف قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جس سے فیض حاصل کر کے انسان راہِ راست پر رہ سکتا ہے، نیز اپنی زندگی کو پر امن اور آسان بنا سکتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے والے لوگوں کو بہترین قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود بھی قرآن کریم سیکھتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے“۔ (بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب خیرُکم مَن تعلّم القرآن)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے غنی قرآن مجید حفظ کرنے والے ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو محفوظ کر دیا اور ایک اور موقع پر فرمایا کہ یقیناً وہ شخص ایک ویران گھر کی مانند ہے جس کے سینے میں قرآن کریم کا کوئی حصہ محفوظ نہیں۔ (شانِ قرآنِ مجید، تقریر مولوی دوست محمد جلسہ سالانہ ربوہ 1974ء)

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(از دُرِّ ثمین)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے کامل ہونے کے بارے میں فرماتا ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِ يْنًا۔(المائدہ:4)

کہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر کیا خوش نصیبی ہوگی کہ خدا نے اُس کے لیے وہ کتاب نازل کی جس کو اگر انسان زندگی کا حصہ بنا لے تو کبھی ضائع نہیں ہوگا۔ آج دنیا کے ہر خطّہ پر مسلمان موجود ہیں اور اُن میں حُفاظ بھی موجود ہیں۔ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی یہی نشانی ہے کہ مسلمانوں کے پاس قرآن مجید اپنی اصل حالت میں آج بھی موجود ہے جو اسلام کی شریعت کو مکمل ضابطۂ حیات ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔ قرآن مجید واحد الہامی کتاب ہے جس کا لفظ بہ لفظ محفوظ ہے جس طرح وہ نازل ہوا تھا۔ اس لیے قرآن مجید پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہوگا۔ ان شاء اللہ

نہ ہو ممتاز کیوں اسلام دنیا بھر کے دینوں میں وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

(حفظِ قرآن کی فضیلت، اہمیت اور برکات)

اپنے تو اپنے غیر بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ ایک ممتاز مستشرق اپنی کتاب میں قرآن مجید کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”تلاوتِ قرآن کریم کا اعجاز یہ ہے کہ متنِ قرآن کریم صدیوں کا سفر طے کرتے ہوئے انتہائی محبت اور خلوص اور وقف کی روح کے ساتھ ایک تواتر سے ہم تک پہنچا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ نہ تو کسی قدیم چیز جیسا سلوک روا رکھنا درست ہے اور نہ ہی اسے محض تاریخی دستاویز سمجھنا درست ہے۔

درحقیقت حفظ کی خوبی نے اس کتاب کو مسلم تاریخ کے مختلف ادوار میں زندہ وجاوید رکھا ہے اور بنی نوع کے ہاتھ میں نسلاً بعد نسلٍ ایک معتبر چیز تھمادی اور کبھی بھی محض غیر اہم کتابی صورت میں نہیں چھوڑا"۔ (Kenneth Cragg. The Mind of the Quran. London: George Allen & Unwin. 1973, p.26)

آج کے دور میں جہاں ٹیکنالوجی اتنی آگے چلی گئی ہے کہ اُس کے بغیر گزارا ممکن نہیں لگتا وہاں چھوٹے چھوٹے بچے جو موبائل اور ٹیبلٹ پر ہر وقت کھیلتے رہتے ہیں اُن کے لیے یہ نقصان دہ عمل ہے۔ 15 فروری 1901ء کو قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لڑکوں کا کرکٹ کا میچ تھا۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صاحبزادہ نے بچپن کی معصومیت میں پوچھا کہ اباتم کرکٹ پر نہیں گئے؟ حضوراقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت تفسیر لکھنے میں مصروف تھے چنانچہ آپؑ نے فرمایا کہ "وہ تو کھیل کر واپس آجائیں گے مگر میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 214)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی عظیم الشّان حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اس میں آئندہ اور گذشتہ خبریں موجود ہیں"۔ (ترجمہ خطبہ الہامیہ)

اس واقعہ سے ثابت ہے کہ قرآن پر صرف کیا گیا وقت ضائع نہیں جاتا بلکہ انسان کی آخرت بخیر کرنے اور آگ کے عذاب سے بچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے بچوں کو وقت ضائع کرنے سے بچانے کے لیے اور اُن کی آخرت کے بے شمار انعامات کے راستے کھولنے کے لیے اُن کا قرآن مجید کی طرف لگاؤ بڑھانا چاہیے۔ بے شک قرآن میں بھلائی کا درس ملتا ہے جو انسان کو راہِ راست پر رکھتا ہے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہام **اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن** کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ "تمام خیر اور بھلائی قرآن میں ہے بجز اس کے اور کسی جگہ سے بھلائی نہیں مل سکتی"۔ (تذکرہ ایڈیشن 1929ء صفحہ 90)

قرآن مجید کو حفظ کرنا سنّت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو حضرت جبرائیل نے نزولِ قرآن کے وقت اُن کے دل میں نقش کروایا۔ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے صحابہؓ نے بھی بڑی محنت کے ساتھ قرآن کو پڑھا، یاد کیا اور اس کے ہر لفظ پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا یہ سلسلہ صحابہؓ کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین سے لے کر آج تک کے مسلمانوں میں جاری ہے اور تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "**اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ**۔ (الحِجر:10)

یقیناً ہم نے ہی اس ذکر (یعنی قرآن) کو نازل کیا اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "مسلمانوں میں حفظِ قرآن کی شروع سے اتنی کثرت پائی جاتی ہے کہ ہر زمانہ میں ایک لاکھ سے دو لاکھ تک حافظ دنیا میں موجود رہا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ حافظ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ عام طور پر یورپین مصنّف اپنی ناواقفی کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ جبکہ دنیا میں بائبل کا کوئی حافظ نہیں ملتا تو قرآن شریف کا کوئی حافظ کہاں ہو سکتا ہے حالانکہ قرآن کریم کا یہ معجزہ ہے"۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 276)

قرآن مجید کو سب سے زیادہ حفظ کرنے کے بارے میں ولیم گراہم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یوں ہے کہ "مذہبی اور غیر مذہبی کتب میں سے قرآن کریم شاید واحد کتاب ہے جو لاکھوں لاکھ لوگوں کے ذریعے مکمل طور پر حفظ کی جاتی رہی"۔

(William Graham. Beyond the Written Word. UK Cambridge University Press. 1993, page.80)

اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو اکٹھا کر کے ایک کتاب کی شکل دی اور یہ اس لیے ممکن ہوا کیونکہ صحابہؓ نے قرآن کو حفظ کیا ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”آج اگر بائبل کے سارے نسخے جلا دیئے جائیں تو بائبل کے پیرو اس کا بیسواں حصہ بھی دوبارہ جمع نہیں کر سکتے لیکن قرآن مجید کو یہ فخر حاصل ہے کہ اگر سارے نسخے قرآن مجید کے دنیا سے مفقود کر دیئے جائیں تب بھی دو تین دن کے اندر مکمل قرآن مجید موجود ہو سکتا ہے اور بڑے شہر تو الگ رہے، ہم قادیان جیسی چھوٹی بستی میں اسے فوراً حرف بہ حرف لکھوا سکتے ہیں“۔ (تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 18 زیر تفسیر سورۃ الحجر:10)

حضرت محمد ﷺ نے ہر مومن کے لیے لازم قرار دیا ہے کہ قرآن مجید کا کوئی حصہ کم سے کم ضرور یاد کرے کیونکہ روزانہ پانچ نمازوں کے ساتھ تہجد اور نوافل میں بھی سورۃ فاتحہ کے ساتھ قرآن مجید کی دیگر آیات کی تلاوت کرنا بھی ضروری ہوتی ہے۔ (حفظِ قرآن کی فضیلت، اہمیت اور برکات)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ۔ (القمر:18)

(اور یقیناً ہم نے قرآن کو عمل کے لیے آسان بنایا ہے۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟)

پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کو یاد کرنے میں برکت ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر اُس انسان کا دل کھول دیتا ہے جو قرآن مجید کو حفظ کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”چونکہ قرآن کریم حفظ کیا جانا تھا اس لیے ضروری تھا کہ یا تو اشعار میں ہوتا یا اشعار سے ملتا جلتا ہوتا۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے انداز میں رکھا کہ جس قدر جلدی یہ حفظ ہو سکتا ہے اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ توازنِ الفاظ ہی ہے اور پڑھتے وقت ایک قسم کی ربودگی انسان پر طاری ہو جاتی ہے“۔ (انوار العلوم، جلد 11، صفحہ 132)

آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اپنے خاص تصرّف سے ایسے الفاظ اور ایسی ترکیب سے نازل فرمایا ہے کہ وہ سہولت سے حفظ ہو جاتا ہے“۔ (تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ:18)

قرآن مجید کو روزانہ تلاوت کا حصہ بنانا چاہیے اور اس کو ہر وقت دلوں میں تازہ رکھنا چاہیے جس کے لیے حفظِ قرآن کی تڑپ ہر احمدی کے دل میں زندہ ہونا ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”دوسری چیز جس کی طرف دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ قرآن کریم حفظ کرنا ہے، یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے“۔ (تقریر فرمودہ 21 جون 1946ء، مشعل راہ جلد اوّل صفحہ 469)

ہمیں قرآن مجید کو غلافوں کی بجائے سینوں میں سجانے کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن مجید کو حفظ کرنا نہ صرف باعثِ اعزاز ہے بلکہ موجبِ شرف و افتخار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اور اس کی آنے والی نسلیں قرآن مجید کو حفظ کرنے کی ذمہ داری بخوبی نبھانے والی بنیں تاکہ ہر دل قرآن کی روشنی سے منوّر ہو جائے نیز ہم اللہ تعالیٰ کے قرآن کی حفاظت کے وعدہ کو پورا کرنے میں اوّل نمبر کے علمبردار بننے کی سعادت میں حصہ لینے والے بن جائیں۔ آمین

”لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔“

بابائے کیمیا جابر ابن حیان

(عطیہ رفعت – مجلس Fredrikstad)

جابر بن حیان مسلم کثیر الجامع شخصیت جغرافیہ دان، ماہر نفسیات، ماہر فلکیات منجم اور ماہر حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخ کے سب سے پہلے کیمیا دان اور عظیم مسلمان سائنس دان تھے جنہوں نے سائنسی نظریات کو دینی عقائد کی طرح اپنایا۔ دنیا آج تک انہیں بابائے کیمیا کے نام سے جانتی ہے۔ اہلِ مغرب انہیں Geber کے نام سے جانتے ہیں جنہیں کیمیا کا بانی مانا جاتا ہے۔

جابر بن حیان کی پیدائش 721ء میں طوس یا خراسان میں ہوئی۔ جابر کا تعلق عرب کے ایک جنوبی حصے ازد سے تھا۔ ان کی پیدائش ان کے والد کی جلاوطنی کے دوران ہوئی، ایک روایت کے مطابق وفات کے بعد ہوئی۔ بہت چھوٹی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ان کی والدہ نے ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی۔ ہوش سنبھالا تو ماں نے انہیں کوفہ کے مضافات میں اپنے میکے پرورش پانے کے لیے بھیج دیا۔ لہٰذا اچھی تعلیم کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

جوان ہونے کے بعد انہوں نے کوفہ ہی میں رہائش اختیار کی۔ ان کا روزگار دواسازی اور دوافروشی تھا۔ اس زمانہ میں کوفہ میں علم و تدریس کے کافی مواقع تھے۔ انہوں نے وہاں امام جعفرؒ کی شاگردی اختیار کی جن کے مدرسے میں مذہب کے ساتھ ساتھ منطق، حکمت اور کیمیا جیسے مضامین پڑھائے جاتے تھے۔ اس وقت کی رائج یونانی تعلیمات نے ان پر گہرے اثرات مرتّب کیے۔ علم حاصل کرنے کے دوران انہوں نے اپنے اردگرد کے لوگوں کو سونا بنانے کے جنون میں مبتلا دیکھا تو خود بھی یہ روش اپنالی۔ کافی تجربات کے باوجود وہ سونا بنانے میں کامیاب تو نہ ہو سکے مگر کیمیا میں حقیقی دلچسپی کی وجہ سے انہوں نے تجربات کا سلسلہ ختم نہ کیا۔ اپنے آبائی گھر میں انہوں نے اپنی تجربہ گاہ تعمیر کی جہاں وہ ہر وقت اپنے تجربات میں مصروف رہتے۔ سونا بنانے کی لگن میں انہوں نے بے شمار حقائق دریافت کیے اور کئی ایجادات کیں۔

جابر نے اپنے علمِ کیمیا کی بنیاد اس نظریہ پر رکھی کہ تمام دھاتوں کے اجزائے ترکیبی گندھک اور پارہ ہیں۔ مختلف حالتوں اور مختلف تناسب میں ان دھاتوں کے اجزائے ترکیبی ملنے سے دیگر دھاتیں بنیں۔ ان کے خیال میں دھاتوں میں فرق کی بنیاد اجزائے ترکیبی نہیں بلکہ ان کی حالت اور تناسب تھا۔ لہٰذا معمولی اور سستی دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنا ممکن تھا۔

جابر کی نظر میں نظریۂ میزان کی حیثیت کلیدی ہے۔ قرآن مجید میں لفظ میزان کئی جگہ آیا ہے، اس سے کائنات کے توازن کے علاوہ دونوں جہان میں اللہ کا عدل اور روزِ قیامت کی جزا سزا بھی مراد ہے۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ میزان کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جابر کے نزدیک اعداد اسی توازن کا مظہر ہیں جس کی بنیاد پر دنیا وجود میں آئی اور قائم ہے۔ یوں انیسویں صدی کے یورپی مفکّروں کی طرح جابر بن حیان نے بھی سائنسی نظام کا رشتہ اپنے دینی عقائد کے ساتھ جوڑ لیا تھا۔

جابر قرع النبیق نامی ایک آلہ کے موجد تھے جس کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ میں کیمیائی مادوں کو پکایا جاتا اور مرکب سے اٹھنے والے بخارات کو نالی کے ذریعہ آلہ کے دوسرے حصے میں پہنچا کر ٹھنڈا کر لیا جاتا، یوں وہ بخارات دوبارہ مائع شکل اختیا کر لیتے۔ کشیدگی کا یہ عمل کرنے کے لیے آج بھی یہی آلہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا موجودہ نام ریٹارٹ ہے۔

ایک دفعہ کسی تجربہ کے دوران قرع النبیق میں بھورے رنگ کے بخارات اٹھے اور آلہ کے دوسرے حصہ میں جو تانبے کا بنا ہوا تھا جمع ہو گئے۔ حاصل شدہ مادہ اس قدر تیز تھا کہ وہ دھات جل گئی۔ اس مادے کو انہوں نے چاندی کے کٹورے میں ڈالا تو اس میں بھی سوراخ ہو گئے، اس مادہ نے چمڑے کو بھی گلا ڈالا اور اس سے ان کی انگلی بھی جل گئی۔ اس کاٹ دار اور جلانے کی خصوصیت رکھنے والے مادے کو انہوں نے تیزاب کا نام دیا، بعد ازاں انہوں نے سونے کو کاٹ ڈالنے والا تیزاب بھی ایجاد کر لیا۔

انہوں نے لاتعداد تجربات اور متعدد ایجادات کیں۔ الکحل، شورے کے تیزاب (نائٹرک ایسڈ) اور نمک کے تیزاب (ہائیڈروکورک ایسڈ) اور فاسفورس سے دنیا کو پہلی بار متعارف کروایا۔ صنعتی کیمیا میں بھی جابر بن حیان ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی علمِ کیمیا کی کتابوں میں فولاد بنانے، چمڑے کو رنگنے، خضاب بنانے، دھاتوں کو صاف کرنے، موم جامہ بنانے، شیشہ سازی اور لوہے پر وارنش کرنے کے علاوہ دیگر بہت سی اشیاء بنانے کے طریقے ایجاد کیے۔

جابر سے پہلے مادے کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پہلی دفعہ مادے کی تین حصوں میں درجہ بندی کی؛ نباتات، حیوانیات اور معدنیات

ان کی تحریرات میں دو سو سے زیادہ کتب شامل ہیں۔ انہوں نے منطق اور شاعری پر بھی رسالے تصنیف کیے ہیں۔ ان کی چند مشہور کتابیں درج ذیل ہیں؛

- ← کتاب الملک
- ← کتاب الرحمہ
- ← کتاب التجمع
- ← زبیق الشرقی
- ← کتاب الموازین الصغیر

جابر بن حیان کی تمام تصانیف کا ترجمہ لاطینی زبان کے علاوہ دیگر یورپی زبانوں میں بھی ہو چکا ہے۔ تقریباً آٹھ نو سو سال تک کیمیا کے میدان میں وہ تنہا چراغ تھا۔ اٹھارہویں صدی میں جدید کیمیا کے احیاء سے قبل جابر کے نظریات کو ہی حرفِ آخر خیال کیا گیا۔ بطور کیمیا دان ان کا خیال تھا کہ علمِ کیمیا میں تجربہ سب سے اہم ہے۔ انہوں نے عملی طور پر دنیا کو دکھایا کہ کچھ جاننے اور سیکھنے کے لیے مطالعے اور علم کے علاوہ خلوص اور تندہی کے ساتھ تجربات کی بھی ضرورت ہے۔ دوسرے وہ یہ سمجھتے تھے کہ منزلِ مقصود کبھی نہیں آتی، جسے پالیا وہ منزل نہیں۔ اس شعور نے انہیں کائنات کی تحقیق میں آگے ہی آگے بڑھتے جانے کی دھن اور حوصلہ دیا۔

جابر بن حیان کا انتقال 806ء میں دمشق میں ہوا۔

ماخوذ از: جابر بن حیان۔ آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا https://ur.wikipedia.org

گڑ اور بادام کی کھیر

(سرور مبارک – مجلس نور ستر اند)

اشیاء:

پستہ – 4سے6عدد
بادام – 8سے10عدد
چاول – 1/4 کپ

دودھ – 3 کپ
گڑکی شکر – 4 ٹیبل سپون
الائچی پسی ہوئی – 1/2 ٹیبل سپون

گلاب کا عرق – 1 ٹیبل سپون

ترکیب: چاولوں کو30منٹ کے لیے بھگو دیں۔ پھر خشک کر کے گرائینڈ کر لیں اور آدھا کپ پانی ڈال کر اس کا پیسٹ بنا لیں۔ پستے کی گریاں اور بادام کی گریاں گرم پانی میں بھگو دیں، پھر ان کو چھیل لیں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ ساس پین میں دودھ گرم کریں، اس میں چاولوں کا مکسچر ڈال کر پانچ منٹ پکائیں۔ جب دودھ گاڑھا ہو جائے تو شکر، کٹے ہوئے بادام اور الائچی کا پاوڈر ڈال دیں۔ دودھ میں چمچہ مسلسل چلاتے جائیں۔ جب شکر حل ہو جائے تو چولہے سے اتار لیں اور گلاب کا عرق ڈال دیں۔ کھیر کو ڈش میں نکال کر اس کے اوپر کٹا ہوا پستہ ڈال دیں۔ کھیر کو ٹھنڈا کر کے مہمانوں کو پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”چونکہ آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت ﷺ اپنے ذاتی جوہر کے روسے فی الواقعہ سب انبیاء کے سردار ہیں ایسا ہی ظاہری خدمات کے روسے بھی ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر اور روشن ہو جائے اس لیے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لیے عام رکھا تا کہ آنحضرت ﷺ کی محنتیں اور کوششیں عام طور پر ظہور میں آویں۔ موسیٰؑ اور ابن مریمؑ کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہوں اور تا ہر یک طرف سے اور ہر یک طرف سے اور ہر یک گروہ اور قوم سے تکالیف شاقہ اٹھا کر اس اجر عظیم کے مستحق ٹھہر جائیں جو دوسرے نبیوں کو نہیں ملے گا۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ا صفحہ 653-654)

الرجی، وجوہات اور بچاؤ

(سارہ رفیق ۔ مجلس بیت النصر)

جسمانی مدافعتی نظام میں کسی اندرونی یا بیرونی عنصر کی وجہ سے ردِّ عمل کے طریقے میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اس تبدیلی کو الرجی کہتے ہیں۔ یہ تبدیلی مستقل یا عارضی دونوں طرح کی ہو سکتی ہے۔ زیادہ تر الرجی کا باعث بننے والے عنصر کا تدراک کرنے سے الرجی ختم ہو جاتی ہے مگر کبھی کبھی اس کا اثر مستقل ہوتا ہے۔ اس صورت میں متأثر فرد کو اپنا عمومی اندازِ زندگی بدلنا پڑتا ہے اور اس نئی تبدیلی کو خوش آمدید کہنا ہی اس مسئلہ کا مستقل حل ہے۔ مزید یہ کہ اس معاملہ میں متأثرہ فرد کا ضد چھوڑ کر جلد از جلد الرجی کو اپنانا ہی اصل حل ہے۔

وجوہات

الرجی کسی بھی وجہ سے ہو سکتی ہے جیسے، گھاس اور درختوں کی اقسام، جانوروں کے بال، کیڑے، کھانے کی اشیاء، ادویات، گرد و غبار، پھپھوندی (فنگس)، پولن، کیمیکل یا دھات کی الرجی وغیرہ۔

چالیس فیصد سے زیادہ افراد کو زندگی میں کبھی نہ کبھی الرجی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی اس پر اتفاقِ رائے ہے کہ پچھلی ایک دہائی میں اس تناسب میں اضافہ ہوا ہے اور ہمارا اندازِ زندگی، خوراک کی پسند، قدرتی ماحول میں تبدیلی اور کیمیکلز کا زیادہ استعمال اس کی بڑی وجوہات ہیں۔ یہاں ہم الرجی کی دو اقسام کے بارہ میں بات کریں گے کہ کیونکر اندازِ زندگی میں تبدیلی سے اس سے بچا جا سکتا ہے۔

گرد و غبار اور پولن سے الرجی

← ان تمام صفائی کے کیمیکلز کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیے جن سے کوئی الرجی ہو۔

← پولن کے ایام میں گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند رکھیں۔ باہر پہننے والے کوٹ وغیرہ بھی روزانہ تبدیل کرنے چاہییں۔

← ویکیوم کلینر (støvsuger) مشین لازمی استعمال کریں مگر اس بات کا خیال کریں کہ اس میں پارٹیکل فلٹر (ہیپا فلٹر) ہو اور poseløs مشین لینے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اس کے استعمال سے گرد و غبار دوبارہ باہر نہیں آتا اور پولن اور ہلکے پارٹیکل، کیڑے مکوڑے بھی اس کی گرفت سے نہیں بچ پاتے۔

← کھڑکیاں، روشن دان، دیواریں اور ایسے پردہ بھی جن کی دھلائی ممکن نہ ہو اور کپڑے کا فرنیچر بھی ویکیوم کریں۔

← بستروں کی چادریں، رضائی اور تکیہ کے غلاف ہفتہ میں کم از کم دو مرتبہ بدلیں نیز ان پر نئے غلاف ڈالنے سے پہلے ان کو کچھ منٹ ہوا لگنے دیں۔

← سونے کے کمرہ کا درجہ حرارت اٹھارہ ڈگری سینٹی گریڈ تک رکھیں۔ ایسا ہیٹر استعمال کریں جس میں پنکھا نہ ہو۔ پولن اور گرد گرم ہوا کی وجہ سے اڑتے ہیں۔

← جولائی کا مہینہ گھاس کے پولن کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں گھاس میں بیٹھنے سے اجتناب کریں۔

کاسمیٹکس مصنوعات سے الرجی

زائد المیعاد (تاریخ گزر جانے والی) مصنوعات بھی بد اثرات کا باعث بنتی ہیں۔ ایسی مصنوعات کے استعمال کی وجہ سے الرجی، مہاسے دانے، مہاسے اور انفیکشن ہو سکتے ہیں۔ الرجک کونٹیکٹ ڈرماٹائیٹس ناروے میں ایک عام بیماری ہے۔

ناروے میں ملنے والی تمام مصنوعات پر استعمال کرنے کی ایک خاص مدت میعاد تحریر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کمپنی کے مطابق اس مخصوص مدّت تک یہ پروڈکٹ قابل استعمال ہے۔ تاریخ کے لیے ایک مخصوص نشان ہوتا ہے۔

(بہت سی مصنوعات کے آخر پر یا نیچے ایک کھلے ہوئے ڈھکن کی ڈرائنگ ہوتی ہے جس پر کوئی نمبر تحریر ہوتا ہے) اس کا مطلب ہے کہ پہلی دفعہ ڈھکن کھولنے کے بعد یہ دیے گئے (یعنی بارہ سے چوبیس) مہینہ تک قابلِ استعمال ہے چاہے وہ ڈھکن صرف خوشبو محسوس کرنے کے لیے ہی کھولا ہو اور پروڈکٹ استعمال نہ کی ہو۔

- ← ایک عام فہم اصطلاح میں مصنوعات جن کی خوشبو، رنگ یا ظاہری حالت میں تبدیلی آگئی ہو ان کو ضائع کر دینا چاہیے۔ ظاہری حالت میں تبدیلی کا مطلب ہے کہ پروڈکٹ بہت زیادہ خشک ہو یا پھر پانی اور آئل علیحدہ ہوں۔
- ← منہ پر لگانے والی کریم کی میعاد دوسری مصنوعات کے مقابلہ میں کم ہوتی ہیں۔
- ← باڈی لوشن کی میعادی مدت چھ سے آٹھ مہینہ ہوتی ہے جب کہ منہ پر لگانے والی کریم کی میعاد چار سے چھ مہینہ ہوتی ہے۔
- ← سن سکرین ہر سال لازمی نئی خریدنی چاہیے ورنہ اس کے بچاؤ والے کیمیکل اثر نہیں کرتے اور الٹرا وائلٹ ریز سے نہیں بچاتے۔
- ← مسکارا کی مدت کھولنے کے بعد تین سے چھ ماہ کی ہے تاکہ آنکھ کا انفیکشن نہ ہو۔
- ← آئی لائنر کے استعمال کی مدت تین سال ہے۔
- ← لپ سٹک کی مدت عموماً دو سے تین سال ہوتی ہے لیکن موسمی اثرات کی وجہ سے اس کی میعاد کم ہو جاتی ہے اس لیے اس کی خوشبو، ذائقہ، اور رنگ پر بھی غور کرنا چاہیے۔
- ← فاؤنڈیشن کریم کی عمومی استعمال کی مدت ایک سال کی ہوتی ہے لیکن اگر پاؤڈر فاؤنڈیشن ہے تو زیادہ دیر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- ← Rouge یا Blush تین سال تک استعمال کر سکتے ہیں۔
- ← صابن یا شیمپوز زیادہ دیر تک استعمال ہوتے ہیں مگر کھلنے کے بعد چھ ماہ تک قابلِ استعمال ہوتے ہیں پھر ان کے خواص بدل جاتے ہیں۔
- ← میک اپ کے برش اور اسفنج کو ہر استعمال کے بعد دھو کر رکھنا چاہیے اور کسی صورت میں بھی دوسروں کے ساتھ شیئر نہیں کرنا چاہیے۔
- ← کاسمیٹکس کی اشیاء کو کم درجہ حرارت پر رکھنا چاہیے۔

مزید معلومات کے لیے نیچے لنک دیا گیا ہے:

Holdbarhet på kosmetikk skjønnhet og velvære (klikk.no)

آزمودہ گھریلو ٹوٹکے

رات کو ایک کپ دودھ میں دو چمچے شہد ملا کر پی لیں قبض دور ہو جائے گی۔

بعض اوقات چوٹ لگنے سے نیل پڑ جاتا ہے جو بہت بدنما لگتا ہے شہد میں تھوڑا سا نمک ملا کر نیل پر لیپ کرنے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حدیث نبوی ﷺ ہے:

سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لیے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو“۔

(ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر 3548)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا

”میں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں، تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ رحم فرما۔ مجھے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں جو مجھے پاک کرے“۔

(البدر جلد 3 صفحہ 41)

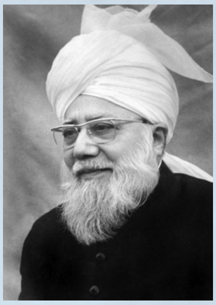

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مسکرانے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”دنیا تیوریاں چڑھا کے اور سرخ آنکھیں کر کے تمہاری طرف دیکھ رہی ہے۔ تم مسکراتے چہروں سے دنیا کو دیکھو۔ سارے غصے دل سے نکالو اور ساری تلخیاں بھول جاؤ۔ صرف اپنا مقصد سامنے رکھو کہ ہم نے محبت اور پیار سے دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک احمدی کسی سے دشمنی نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے کیونکہ اس کے خدا نے اسے پیار کرنے کے لیے اور خدمت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ کسی سے دشمنی نہ کرو خواہ وہ ساری عمر تم سے دشمنی کرتا رہا ہو“۔

(حیاتِ ناصر صفحہ 653)

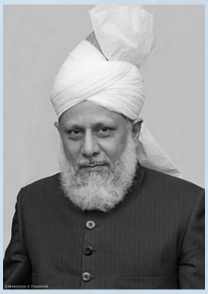

ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

”ہر قسم کے تکبّر کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، سلامتی پھیلانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس کے لیے دعاؤں کی طرف بھی بہت توجہ دینی چاہیے“۔

(خطبہ جمعہ 26 جون 2015ء)

بہترین چیز کیا ہے

(امتہ المنان صابندیم)

بہترین ہمسفر قرآن مجید
بہترین سواری صبر
بہترین ہتھیار دعا

بہترین ٹھکانہ جنّت
بہترین عمل اچھا اخلاق
بہترین پردہ حیا کا

بہترین محبت اللہ کی
بہترین نمونہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی
بہترین نیکی دوسروں کو کھانا کھلانا

سب سے اہم اور ضروری اللہ کی ذات پر مضبوط یقین رکھنا

بیماری سے شفایابی کی دعا

ایک وبائی بیماری میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بتایا کہ ان ناموں کا ورد کیا جائے:

"یَا حَفِیْظُ، یَا عَزِیْزُ، یَا رَفِیْقُ"

یعنی اے حفاظت کرنے والے، اے عزّت والے اور غالب، اے دوست اور ساتھی!

فرمایا: "رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسمائے باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا"۔

(البدر مؤرخہ 18 ستمبر 1903ء جلد 2، نمبر 53، صفحہ 28)

دانائی کی باتیں

- دوسروں کے پردے رکھنا سیکھو، ان کے عیبوں پر نظر مت رکھو کیونکہ گندگی پر ہمیشہ مکھی ہی بیٹھتی ہے تتلی نہیں، لہٰذا فساد پھیلانے والے مت بنو۔
- دوسروں کے گھر اندھے بن کر جاؤ اور بہرے بن کر نکلو۔
- صبر انسان کی بنیاد ہے۔ نرمی کامیابی کی کنجی ہے۔ سچائی حق کی زبان ہے۔
- سخاوت انسان کی زینت ہے اور موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔
- احساس ایک خوبصورت جذبہ ہے۔ اپنی ذات کا احساس انسان کا پہلا حق ہے مگر جو دوسروں کا احساس کرتے ہیں وہ عظیم تر ہوتے ہیں۔
- استغفار کی کثرت رزق کو کھینچ لاتی ہے۔
- نظروں کی حفاظت حکمت، دانائی اور فراست کو کھینچ لاتی ہے۔
- حیا اور پاک دامنی خیروں، بھلائیوں اور برکتوں کو کھینچ لاتی ہے۔

پسندیدہ اشعار

(سرور مبارک)

محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے　　یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے

(کلام محمود)

تم غیر کو دکھا کے ہمیں قتل کیوں کرو　　ہم کب زباں پہ شکوہ سرِ عام لائے ہیں

(کلام محمود)

ہم نے ہر فضل کے پردے میں اُسی کو پایا　　وہی جلوہ ہمیں مستور نظر آتا ہے

(دُرِّ عدن)

جگ والو کیا چاہت کا یہ رُوپ بھی تم نے دیکھا ہے　　پریمی سُکھ سے سوئیں، پی کو نیند نہ آئے ساری رات

(ہے دستِ دعا مرا)

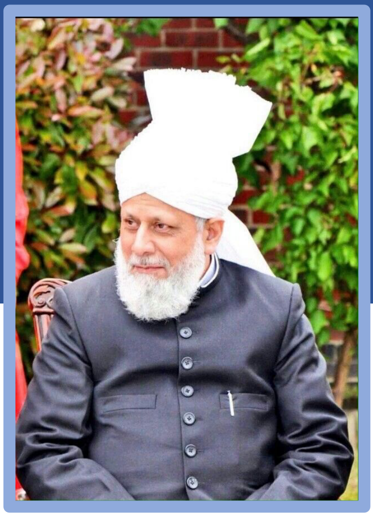

واقفات کارنر

(نبیلہ چیمہ - از شعبہ واقفات)

واقفاتِ نو کلاس فرانس 10 اکتوبر 2008ء

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ جن بچیوں کی عمر 15 سال ہو گئی ہے کیا انہوں نے باقاعدہ وقف فارم پُر کر دیئے ہیں۔ اگر نہیں کیے تو جو اپنا وقف جاری رکھنا چاہتی ہیں وہ یہ فارم پُر کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو بچیاں کالج اور یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہیں وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک تو ہر احمدی لڑکی کو ویسے ہی اپنا تقدّس قائم رکھنا چاہیے اور یہ احساس ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہیں اور دوسروں سے فرق ہیں لیکن جو وقفِ نو بچیاں ہیں وہ ان سے بھی زیادہ اپنا تقدّس قائم رکھنے والی اور اپنا خیال رکھنے والی ہونی چاہییں کیونکہ انہوں نے آئندہ جماعت کی خدمت بھی کرنی ہے اور تربیت بھی کرنی ہے اس لیے ہمیشہ اس ماحول میں دیکھ کے بازار میں جاؤ تو سر پر سکارف، حجاب لے کر جاؤ، چاہے یہاں برا سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ پرائیویٹ سکول بھی ہیں جہاں ایسی پابندی نہیں ہے۔ جو پرائیویٹ سکول کے خرچ برداشت کر سکتے ہیں وہ وہاں جا سکتے ہیں۔ اگر سکول میں مشکل ہے تو پھر سکول کی حد تک تو سکارف اتر سکتا ہے اس کے بعد نہیں۔ سکول سے نکلیں تو حجاب، سکارف لیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 14 نومبر 2008ء جلد 15 شمارہ 46)

واقفاتِ نو کلاس کینیڈا 4 جولائی 2008ء

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ جو بچیاں واقفاتِ نو ہیں، آپ کا دوسری بچیوں سے تھوڑا سا فرق ہونا چاہیے۔ آپ کے ڈریسز میں فیشن نہیں ہونا چاہیے۔ دینی علم سیکھیں، قرآن کریم پڑھیں اور اس کا ترجمہ سیکھیں، احمدیت کا لٹریچر پڑھا ہونا چاہیے۔ آپ کا جو بھی پروفیشن ہو اس کے ساتھ دینی تعلیم ضروری ہو۔ یہ نہیں کہ جوڑا کون سا خوبصورت ہے، بال کس طرح کے ہوں، پھر ڈریسنگ کس طرح کروانی ہے۔ ان باتوں کی طرف توجہ نہ ہو۔ آپ باہر نکلیں تو باقاعدہ حجاب ہو۔ کوٹ پہننا شروع کر دینا چاہیے۔ سر پر دوپٹہ ہو، حجاب ہو۔ یہ نہیں سوچنا کہ فلاں نے جینز پہنی ہے اس لیے ہم بھی جینز پہنیں گی۔ تم وقفِ نو ہو، تم نے دوسروں کے لیے نمونہ بننا ہے۔ اگر تم لوگ بھی دوسروں کی طرح ماحول میں بہتے چلے گئے تو پھر سب ایک جیسے ہو جائیں گے اور آئندہ تربیت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ پس تم نے نہ صرف اپنی تربیت کرنی ہے بلکہ چھوٹے بچوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور بعد میں آنے والوں کی بھی تربیت کرنی ہے۔ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پوچھا کہ کیا ان باتوں کی سمجھ آ گئی ہے؟

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا لڑکیوں میں سے زیادہ میڈیسن میں جائیں تو اس کی ضرورت ہے اور ٹیچرز کی بھی ضرورت ہے۔ جو پندرہ سال سے اوپر کی بچیاں ہیں کتنی ہیں جو مجھے خط لکھتی ہیں۔ مجھ سے خط لکھ کر پوچھیں کہ ہمیں اس بات کا شوق ہے، ان مضامین میں دلچسپی ہے، ہمیں بتائیں کہ ہم نے کیا بننا ہے۔ خط لکھ کر رابطہ رکھیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 ستمبر 2008ء جلد 15 شمارہ 38 صفحہ 11)

اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(آصفہ کوکب – شعبہ واقفاتِ نو)

رسول اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد مختلف سربراہانِ مملکت کو تبلیغی خطوط بھجوائے۔ ذوالقعدہ 6 ہجری میں آپ ﷺ نے اپنے صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ مقوقس شاہِ مصر کو خط بھجوایا۔ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے کسی بادشاہ کو یہ چوتھا خط تھا جس میں اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ جب شاہِ مصر مقوقس کو رسول اکرم ﷺ کا خط ملا تو اس نے آپ ﷺ کے مکتوب مبارک کو سینے سے لگایا اور کہا کہ اس زمانہ میں ایک نبی نے ظاہر ہونا تھا جس کا ذکر ہم اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں مگر میرا خیال تھا کہ وہ شام سے ظاہر ہوگا۔ پھر اس نے مکتوب نبوی ﷺ کا احترام کرتے ہوئے ہاتھی دانت کی ڈبیا میں رکھ کر اسے محفوظ کروایا۔ رسول اکرم ﷺ کا خط پڑھ کر اور آپ ﷺ کے قاصد کی تبلیغ سن کر اس نے آپ ﷺ کے قاصد کو کہا کہ تم ایک دانا انسان ہو، جو ایک دانا انسان کا سفیر بن کر آئے ہو۔ میں نے اس کی تعلیم میں اعتدال پایا ہے۔ وہ ہرگز گمراہ جادوگر نہیں اور میں اس معاملہ پر مزید غور کروں گا۔ پھر اس نے اپنے جوابی خط میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں یہ لکھا کہ میں آپ کے سفیر کے ساتھ عزّت سے پیش آیا ہوں اور اس کے ساتھ دو لڑکیاں بھجوا رہا ہوں جنہیں قبطی قوم میں بڑا درجہ حاصل ہے۔ یہ دونوں لڑکیاں آپس میں بہنیں تھیں۔ بعید نہیں کہ ان دونوں کے حضور ﷺ کی خدمت میں بھجوانے کی ایک غرض مذکورہ علامتِ نبوت کی جانب بھی ہو۔ روایات کے مطابق یہ لڑکیاں جو پہلے عیسائی تھیں، دورانِ سفر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی تھیں۔ الغرض ان دونوں بہنوں کو خدمتِ اقدس میں بھجوانے سے شاہِ مصر کے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ مصاہرت کرنے اور آپ ﷺ کی سچائی کی اس علامت سے جانچنے کا عندیہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبی دونوں بہنوں کو اکٹھا نہیں کرے گا۔ رسول کریم ﷺ نے ان دونوں بہنوں میں سے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حرم میں داخل کیا اور دوسری بہن سیرین کا رشتہ حضرت حسانؓ بن ثابت سے کروا کر جہاں اسلامی اخوّت کی عظیم الشان مثال قائم فرمائی، وہاں قرآنی حکم کے مطابق مقوقس کی بیان کردہ نشانی کی بھی تصدیق فرما دی کیونکہ اسلامی شریعت کے مطابق ایک شخص کا دو بہنوں کو عقد میں جمع کرنا حرام ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا شاہِ مصر مقوقس کی قبطی قوم میں سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام شمعون تھا۔ والدہ رومی نژاد خاتون تھیں۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حرم میں شامل کر کے انہیں باقاعدہ پردہ کروایا اور نو مسلم ہونے کے باعث ابتدائی دنوں میں خصوصیت سے ان کی تعلیم و تربیت پر توجہ فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں پہلے پہل اپنے پڑوس میں ہی حضرت حارثہؓ بن نعمان کے گھر پر رکھا، پھر انہیں نواح مدینہ میں کھجور کے ایک باغ میں ٹھہرایا، بعد میں نبی اکرم ﷺ نے یہ باغ جس کے بالاخانہ میں وہ قیام فرما رہی تھیں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرما دیا۔ یہ بالاخانہ آج بھی مشربہ اُمّ ابراہیم کے نام سے معروف ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی پاکیزہ محبت اور اعلیٰ تربیت کی برکت سے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے اُمّ المؤمنین کا بلند مقام پایا۔ آپؓ جب صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوئیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے کہا ”اے ابو ابراہیم آپ ﷺ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو ماریہؓ سے ایک لڑکا عطا کرنے والا ہے اور ارشاد ہے کہ آپ ﷺ اس کا نام ابراہیم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ بیٹا مبارک کرے اور دنیا و آخرت میں اسے آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنائے“۔ ذی الحجہ 8 ہجری میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت سے تین سال قبل سورۃ الاحزاب کی آیت خاتم النبیّین میں یہ صراحت آچکی تھی کہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں۔ اس میں یہ اشارہ بھی مضمر تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نرینہ اولاد میں سے کوئی بھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچے گا۔ اس بچے کی ولادت پر خوشی کے ساتھ طبعاً ایک گھبراہٹ پیدا ہونی بھی ضروری تھی کہ یہ بچہ کچھ عرصہ کا مہمان ہے۔ ایسی کیفیت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو ”اے ابو ابراہیم آپ پر سلام“ کہہ کر ایک گوناں تسلی بھی دی کہ اس بچے کا آکر کم عمری میں جانا بھی موجب برکت و سلامتی ہوگا۔ ہرچند کہ صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ایسی الٰہی تقدیر تھی جس کے اشارے موجود تھے مگر طبعاً آپ ﷺ کو اس نرینہ اولاد کی جدائی پر گہرا صدمہ تھا۔ کچھ ایسی ہی حالت حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی اپنی اکلوتی اولاد کی جدائی پر تھی چنانچہ ان کی بہن سیرین روایت کرتی ہیں کہ صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات تھے، میں اور میری بہن حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں تو آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا مگر جب بچہ فوت ہو گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں اونچی آواز سے رونے سے منع فرما دیا۔

اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبی اکرم ﷺ کی وفات کے پانچ سال بعد محرم 16 ہجری میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شرکت کے لیے لوگوں کو خصوصیت سے اطلاع کروا کر اکٹھا کروایا اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین جنّت البقیع میں ہوئی۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے فوت ہونے والی زوجہ مطہرہ تھیں۔

(ماخوذ از کتاب اہل بیت رسول باب اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہؓ)

دعائیہ اعلانات

- اشاعت ٹیم کی تمام ممبرات کی صحت و سلامتی اور لجنہ گروپ اے کی بچیوں، واقفات اور ناصرات کی دینی و دنیاوی کامیابیوں اور نیک نصیب کے لیے درخواستِ دعا ہے۔
- محترمہ شاہدہ ناصر صاحبہ اپنے دوسرے پوتے اور پہلے نواسے ہر دو کی پیدائش پر ان کی صحت مند اور پر وقار درازیٔ عمر اور دونوں پوتے اور نواسی اور نواسہ تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔ ان کے سلسلے کا خادم اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ صدیقہ وسیم صاحبہ اپنے بیٹے تحمید احمد مربی سلسلہ یوکے کی نکاح کی خوشی میں اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- عزیزہ مدیحہ احمد اپنے، اپنے والدین اور بھائیوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ قیصرہ خواجہ صاحبہ اپنے اور اپنی فیملی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ السلام خواجہ اپنے میاں اور اپنی بچی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ نصرت خواجہ صاحبہ اپنی فیملی کی صحت و سلامتی اور اپنے تینوں بچوں کے نیک اور خادم دین ہونے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ پروین اختر صاحبہ اپنی صحت کے لیے اور بچوں کے خادم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ عطیہ قیصرانی صاحبہ اپنے میاں، اپنے اور بچوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ فرح ذوالفقار اپنے، اپنے میاں اور بچوں کی صحت و سلامتی والی لمبی عمر کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- Berevan Saeed صاحبہ اپنے اور بچوں کے نیز اپنی عاملہ کے لیے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالی ان سب کو احسن رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
- محترمہ سارہ رفیق صاحبہ اپنی پوری فیملی کی صحت و سلامتی اور بچوں کے خادمینِ دین ہونے کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ فائزہ ضیا صاحبہ اپنے شوہر، اپنی اور اپنی بچیوں کی صحت و تندرستی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ ثنا فرخ صاحبہ اپنی فیملی اور اپنی سسرال فیملی کی صحت و تندرستی کے لیے دعا کی طالب ہیں۔
- محترمہ امتہ السلام ناصرہ ثانی صاحبہ اپنے شوہر، بچوں، اپنی والدہ صاحبہ اور اپنی صحت و سلامتی کے لیے دعاؤں کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ النور منعم صاحبہ اپنے شوہر، اپنی اور اپنے بچوں کی صحت و سلامتی اور کامیابیوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ المنان ندیم صاحبہ اپنی فیملی کے ہر شر سے محفوظ رہنے اور بچوں کی کامیابی اور اپنی والدہ محترمہ کی مکمل صحت وشفایابی کے لیے عاجزانہ التجا کرتی ہے۔
- محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ اپنے بچوں کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں کہ مولا کریم ان کی تمام حاجات اور دعاؤں کو پورا فرمائے، سلامتی ایمان اور صحت کے ساتھ لمبی فعال زندگی اور اپنے لازوال خزانے سے مالا مال فرمائے۔ آمین
- محترمہ فہمیدہ سہیل صاحبہ اپنے بیٹے عبدالہادی مسعود کی یوکے کے علاقے کیتھلے میں بطور مربی سلسلہ تقرری ہونے اور اپنے فرائض خلیفہ وقت کی توقعات سے بڑھ کر احسن طور پر بجا آوری کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

ناصرات کارنر

السلام علیکم کہنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خاص صحابی کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ مسجد مبارک میں بیٹھے تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کام کے سلسلے میں اٹھ کر گھر جانا پڑتا۔جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھتے تو السلام علیکم کہہ کر اندر جاتے اور باہر آکر پھر السلام علیکم کہتے تھے۔

کسی کو "تُو" نہ کہتے تھے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت تھی کہ خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا کسی کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "تُو" کے لفظ سے خطاب نہ فرماتے تھے۔ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں چھوٹا بچہ تھا اور کثرت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر جاتا تھا۔لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی بھی مجھے "تُو" کہہ کر مخاطب نہیں فرمایا۔(راہ ایمان صفحہ:82)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اور مرتبہ

حضرت محمد ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق آخری زمانہ کے قریب مسلمان مذہب اسلام کی اصل اور صحیح تعلیم کو بھول جائیں گے اور اس زمانہ کی برائیوں میں شامل ہو جائیں گے۔ تمام دنیا کے زیادہ تر لوگ اور خاص طور پر مسلمان خدا سے دور ہو جائیں گے اور مذہب کی تعلیم کو اور اس پر عمل کرنے والے اور اللہ کی عبادت کرنے والے لوگوں کو پرانے خیالات کے حامل (رکھنے والے) سمجھیں گے۔

غلط کاموں کو اور وہ سب باتیں جن سے اللہ نے بچنے کی ہدایت کی ہے، کو کرنے میں فخر سمجھیں گے۔ تو اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے نظام کو جاری کرے گا۔

آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے کہ: ”حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ پر سورت جمعہ نازل ہوئی جب آپ ﷺ نے آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کی تلاوت فرمائی جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو بعض دوسرے لوگوں میں بھی مبعوث فرمائے گا (جن کو آپ کتاب و حکمت سکھائیں گے اور پاک کریں گے) جن کا زمانہ صحابہؓ کے بعد ہے۔ اس پر شخص نے سوال کیا کہ اے خدا کے رسول یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس سائل نے یہ بات دو تین مرتبہ پوچھی۔ ابو ھریرہ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان سلمان فارسی موجود تھے نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارہ کی بلندی تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں یعنی قومِ سلمان میں سے کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے (اور قائم کریں گے)۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ ایک مرد یا کچھ لوگ ایمان کو واپس لائیں گے۔“

(مسلم کتاب الفضائل باب فضل فارس و بخاری کتاب التفسیر سورہ جمعہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں عیسائی مذہب تثلیث اور ہندو بہت سے خداؤں کو مانتے تھے۔ ہندو مسلمانوں کے کمزور ایمان لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کر رہے تھے اور عیسائی چرچ نے بھی اپنی تبلیغ پورے زور سے ہندوستان میں شروع کر دی تھی۔ وہ حضرت محمد ﷺ اور اسلام کے بارہ میں کم علم مسلمانوں میں غلط اور جھوٹی باتیں اور کہانیاں پھیلا رہے تھے جبکہ پڑھے لکھے لوگوں کی مساجد میں عبادت کرنے اور برائی کی پارٹیوں میں نہ جانے کی وجہ سے تضحیک (مذاق یا طنز کرنا) کرتے تھے آہستہ آہستہ ان مسلمانوں (امیر اور غریب)

نے اس دجال یا شیطان کے حملہ کی وجہ سے مساجد میں جانا بہت کم کر دیا اور دین سے دور ہو گئے یا دین میں اپنی سہولت کے لیے نئے راستے بنانے لگے۔

اس زمانہ میں اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کو قائم رکھنے کے لیے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی موعود بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو ایک خدا کے راستہ کی طرف رہنمائی کی جائے، محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، قرآن مجید اور اسلام کی صحیح تعلیم لوگوں کو بتائی جائے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے فضل سے لوگوں کو اسلام کی راہ پر قائم رکھنے کے لیے 80 سے زیادہ کتب، اشتہارات، اور بہت سے اخباروں میں مضامین لکھے اور لوگوں کو تقاریر، ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعے سے بھی اسلام کی اصل تعلیم پہنچائی- ہندوؤں اور عیسائی چرچ کے الزامات اور بیان کو قرآن مجید کی آیات سے جھوٹا اور غلط ثابت کیا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے۔“ (تریاق القلوب صفحہ 7)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خدا سے ملایا اور ہمیں باقاعدہ مساجد میں نماز پڑھنے کی ہدایت کی اور بتایا کہ نماز خدا سے رابطہ کا ذریعہ ہے۔ اور یہ کے ہمیں قرآن کی تلاوت کے علاوہ ترجمہ بھی سیکھنا چاہیے۔ اور ہمیں اللہ کی محبت کے لیے اس کے ہر حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ (ملیحہ ناصر بیت النصر)

فرق ڈھونڈیں

وقفِ جدید

وقفِ جدید کا آغاز بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔

اِس تحریک کا مقصد شروع میں اِسلام کے پیغام کو پاکستان کے دُور دراز علاقوں تک پہنچانا تھا۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فنڈز کے ساتھ ساتھ ایسے احمدیوں کو بھی اس تحریک میں شامل ہونے کی ہدایت کی جو دینی علم بھی رکھتے ہوں اور مُلک کے دیہاتی علاقوں میں جاکر احمدیت کی تبلیغ کی صلاحیت اور وسائل رکھتے ہوں۔

سال گذرتے گئے اور یہ تحریک پاکستان سے نکل کر ایک انٹر نیشنل تحریک بن گئی۔ الحمد اللہ

(منہا ملک مجلس نتیدال)

مالی قربانی اور صدقہ کا مطلب

جیسا کہ نماز مسلمان پر فرض کی گئی ہے اس لیے کہ وہ جسمانی طور پر پاک ہو سکے اور اگر وہ تہجد بھی ادا کرتا ہے تو اس کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔

اسی طرح مالی قربانی زکوۃ کی شکل میں مسلمان پر فرض کی گئی ہے تاکہ اس کا مال پاک ہو سکے اگر وہ ساتھ میں صدقہ کی صورت میں قربانی کرتا ہے جو کہ فرض نہیں ہے مگر اس کی اہمیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہو جاتی ہے

Sheri, Nordre Follo

تحریکِ جدید

تحریکِ جدید ایک سکیم ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 23 نومبر 1934ء کو شروع کی۔

جس کا لفظی ترجمہ ہے نئی تحریک۔

حضور نے اس تحریک کے مقصد کو اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا: ”تحریکِ جدید کا مقصد ایسے فنڈز اکٹھے کرنا ہے جن کی مدد سے اسلام کو دُنیا کے تمام کناروں تک پہنچایا جاسکے۔“

Gåte: Ulvene, reven, sauen og vannmelonen

En turgåer kommer til en elv han må krysse, og tilfeldigvis ligger det en båt på bredden. Mannen har med seg to ulver, en rev, en sau og en svær vannmelon. Det er bare plass til tre om gangen i båten. Ulvene vil straks jafse i seg reven eller sauen hvis ikke mannen er i nærheten, men ikke vannmelonen. Reven spiser gjerne sau, men sauen er bare lysten på melon. Hvordan skal mannen gå frem for å få alle dyrene og melonen over elven i god behold?

Svar:

Først setter han sauen og reven i båten og ror over elven. Han plasserer reven på andre siden og ror tilbake for å hente melonen som også ros over - fortsatt er sauen om bord. Tilbake ved utgangspunktet lar han sauen være alene igjen mens de to ulvene blir rodd over. Så blir reven med tilbake til første bredd, og til slutt kan mannen ro både sauen og reven over. Nå har han fått alle trygt over elva.

Cookies med sjokoladebiter

1 porsjon

Ingredienser

220 g	smør og margarin
4dl	hvetemel, siktet
2 ts	salt, havsalt
1 ts	natron
200 g	brunt sukker
100 g	sukker
2 ts	vaniljesukker
1 ts	kakepulver, espresso
1 ts	egg
1 ts	egg, eggeplomme
300 g	kokesjokolade, mørk

Fremgangsmåte

Forvarm ovnen til 180 grader

1) Smelt smør og avkjøl til det er romtemperert. Også hvetemel, salt og natron i en bolle og sett til side.

2) Ha brunt sukker, hvitt sukker, vaniljepulver og espressopulver i en kjøkkenmaskin. Bland inn romtemperert smør og kjør i et par minutter.

3) Bland inn egg og eggeplomme og rør lett sammen. Tilsett de tørre ingrediensene litt etter litt til alt er blandet sammen. Grovhakk sjokoladen og bland inn.

4) Bruk en spiseskje og lag små topper med deig. Plasser utover et bakepapirkledd stekebrett med god avstand fra hverandre. Beregn ca.8 cookies per stekebrett. Stek hvert av brettene i 12- 14 minutter. Avkjøl i noen minutter på stekebrettet og legg de over på en rist. Sabiqa Mahmood

En person som søker nåde og tilgivelse vil også lære å lese Durood og hva som Durood innebærer og når det skjer, lærer man også å elske den hellige profeten. Ved å sende velsignelse over vår kjære profet Muhammad[sa], får man uendelige belønninger.
I en hadith fortalt av Hadrat Abu Bakr (ra), fortelles det at han har sagt at å påkalle velsignelser på den hellige profeten sa er et middel til å fjerne synder og rense seg selv.

Vi burde lese Durood og sede mest mulig velsignelser. Det viktigste er å komme nærmest Gud, og Durood er en viktig og riktig måte.

Skrevet av Attia Muzaffar
Ullensaker

Min rolle for å skape et godt familieforhold

Jeg er en søster og en datter, og føler at min rolle er å først og fremst hjelpe moren og faren min med hjemme arbeid. Siden foreldre allerede gjør så mye for barna sine, burde vi som barn også gjøre noe lignende. I Koranen er det nevnt flere ganger at barn burde behandle foreldrene med respekt og kjærlighet. Jeg føler at det er en bra måte å vise at du bryr deg på, i tillegg til at det kan forsterke familie forholdet. I min rolle som søster mener jeg at jeg burde hjelpe søsknene mine når de trenger hjelp med noe.

Michal Malik, Nittedal

Nasirats hjørne

Durood sharif

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Å Allah, velsign Muhammad[sa] og Muhammad[sa] sitt folk, slik Du velsignet Abraham[as] og Abraham[as] sitt folk.
Du er sannelig den prisverdige, den majestetiske.
Å Allah, skjenk lykke til Muhammad[sa] og til Muhammad[sa] sitt folk, slik Du ga lykke til Abraham[as] og til Abraham[as] sitt folk.
Du er sannelig den prisverdige, den majestetiske.

Durood sharif leses i bønnen. Når man leser Durood, kaller man velsignelse på Muhammad[sa] og på den måten, kommer vi også nærmere Gud. Durood holder oss unna ondskap, dårlige tanker, osv. Når du sender velsignelse gjennom Durood til Muhammad[sa], er du ikke alene, både englene og Gud kaller også velsignelsen.
I en hadith fortelles det at Hadrat Ibn Mas'ud (ra) hørte Profeten[sa] si: "Folket nærmest meg på dommedagen vil være de som er samvittighetsfulle når de påkaller velsignelserover meg."
Å lese Durood er også en måte å oppfylle dine behov og bønner, og å komme nærmere Gud, og hvis du ikke leser durood, vil din tilbedelse være forgjeves og strevende.

Ostekake i glass

Maha Qureshi

Antall porsjoner: 4

Ingredienser:

5 stk digestive kjeks

150 g jordbær

4 ss jordbærsyltetøy

400 g kremost

2 ss melis

3 ts vaniljesukker

Slik gjør du:

1. Knus kjeksene og fordel smulene i bunnen av fire glass. Vask og del jordbærene i biter
2. Fordel bærene over kjeksbunnen og legg på jordbærsyltetøy
3. Pisk kremost sammen med melis og vaniljesukker til en glatt krem
4. Fordel ostemassen over jordbærene. Strø litt knust kjeks på toppen og pynt med jordbær
5. Sett ostekakene kaldt før servering.

Tommelfingerregel:

- Produkter som skifter konsistens, lukt eller farge må skiftes ut med en gang. Konsistensen kan være at den tørker ut og blir tykkere eller skiller seg.
- Uåpent produkter må ikke oppbevares for varmt.

Så lenge varer sminken din:

- **Body lotion:** Har en holdbarhetstid på 4-8 mnd.
- **Solkremer:** Bør kjøpes nye hvert år, da virkningsstoffene kan forringes og gi falsk trygghet.
- **Dusjsåper:** er forbruksvare, og vil dessuten sjelden bli stående veldig lenge. Men, på en utgått dusjsåpe kan pH-verdien endres.
- **Mascara:** 3-6 mnd. etter åpning for å unngå øyebetennelse
- **Våtliner:** 6 mnd.
- **Eyeliner/kajal:** 3 år
- **Leppe-kajal:** 3 år
- **Leppestift:** 2-3 år
- **Lipgloss:** 2-3 år
- **Øyenskygge:** 3 år
- **Rouge/blush:** 3 år
- **Solpudder:** 3 år
- **Foundation:** 6-12 mnd.
- **Concealer:** 1-2 år
- **Fuktighetskrem (dag-/nattkrem):** 1 år (kortere holdbarhetstid enn kroppsprodukter)
- **Sminkefjerner:** 1 år

***Kilde**: Kosmetisk sykepleier Silje Austnes, hudpleier Ann-Kristin Stokke og makeupartist Aidan Corcoran.*

Holdbarhet på kosmetikk - Skjønnhet og Velvære (klikk.no)

Midd, pollen, og støv reduserende tiltak:

- Unngå bruk av kjemikalier som kan inneholde irritanter for å fjerne midden.
- Støvsugere med partikkelfilter (HEPA-filter) bidrar til at luften som blåses ut av støvsugeren nesten ikke inneholder støvpartikler.
- Lufteventilene over vinduer og i ytterveggen bør støvsuges, slik at pollen, støv og døde insekter fjernes fra luftekanalene.
- Skift sengetøy hver uke eller etter behov. Vask eller støvsug gardiner minst 3 ganger i året.
- Sørg for god utlufting. Romtemperaturen på soverommet bør ligge under 18c^{o}
- Unngå støvsamlere som kosedyr, åpne hyller og heldekkende tepper.
- Det er lurt å la sengen stå uoppredd i noen timer slik at fuktigheten luftes ut fra madrass og sengetøy.
- Hvis man kan holde luftfuktigheten under 40 % RF i tre måneders tid i vinterhalvåret, pleier midden å dø ut.
- Ikke bruk vifteovner e.l. som blåser opp støvet i luften.
- Kosedyr bør av og til få en omgang i vaskemaskinen på 60c^{o}
- Juli er oftest måneden med høyest konsentrasjon av gresspollen. Sørg for å minimere eksponeringen mot gresspollen ved praktiske tiltak som pollennett, ofte støvsuging hjemme og holde luftventilene rene. Prøv å ikke tørke vasket tøy utendørs.

Kosmetikk/Skjønnhetsprodukter:

Utgåtte kosmetiske produkter kan forårsake uønskede bivirkninger. Konsekvensene av å bruke dem kan være uheldige. - Allergier, eksem, kviser og infeksjon. Allergisk kontaktdermatitt er en vanlig hudreaksjon. Alle kosmetiske produkter i Norge skal merkes med holdbarhetsdato.

Produktets holdbarhetstid vil si hvor lenge produktet, under egnede forhold, vil bevare sin funksjon. ***Foran dato skal det være et symbol (undersiden av svært mange kosmetikk- og skjønnhetsprodukter finner man en liten tegning av en krukke med et tall inni. Dette er produktets datostempling) eller det skal stå «Best før». Dato for minste holdbarhet skal angis tydelig.***

Helse avdeling

Allergi

Sarah Rafiq

Ordet allergi betyr endret reaksjonsmønster. Ved allergi skjer det endringer i kroppens reaksjonsmåte på stoffer, ofte proteiner, som forekommer naturlig i omgivelsene våre og som i utgangspunktet er ufarlige.

Det finnes mange ulike allergier. I Norge er det mest vanlig at man er allergisk mot pollenkorn fra gress og trær, pelsdyr, insekter, enkelte typer mat, legemidler og kosmetikkprodukter. Allergi mot husstøvmidd, muggsopp og metaller forekommer også, samt ulike typer kontaktallergi.

Mer enn 40 prosent av befolkningen får allergiske reaksjoner én eller flere ganger i løpet av livet. Hos de fleste dreier det seg om milde symptomer. Mer alvorlige allergiplager sees hos 10-20 prosent. Det hersker en bred internasjonal enighet om at allergiforekomsten har økt de siste tiårene. Mye tyder på at livsstilsfaktorer som endring i kosthold og miljøet rundt oss (usunt inneklima og forurensning ute) kan være av betydning.

metaller, utvikling av stål, farging av klut, garvning av lær, lakkering av vanntett klut, bruk av mangandioksid i glassfremstilling, forebygging av rusting og identifisering av maling og fett. Han utviklet også aqua regia for å oppløse gull.

Før Jabir ble materiale delt i fire deler, men han klassifiserte det for første gang i tre deler: Botanikk, zoologi og mineraler. Hans skrifter inkluderer mer enn to hundre bøker. Han har også skrevet i tidsskrifter om logikk og poesi. Følgende er noen av hans berømte bøker:

- Kitab al-Rahma al-Kabir (The Great Book of Mercy)
- Kutub al-Mi'a wa al-Ithna 'Ashara (One Hundred and Twelve Books)
- Kitab al-Sabe'en (The Book of the Seventy)
- Kutub al-Mawâzîn (Books of Balances)
- Kitab al-Khams Mi'a (Five Hundred Books)

Alle Jabir ibn Hayyans verk er oversatt til flere europeiske språk i tillegg til latinsk. Hans arbeid innen alkymi ble lagt stor vekt på i omtrent åtte hundre år. Før gjenoppliving av moderne kjemi på 1700-tallet ble Jabirs ideer ansett som det siste ordet. Som alkymist mente han at erfaring var det viktigste innen kjemi. Han viste verden i praksis at for å lære noe, trenger man ikke bare studier og kunnskap, men også eksperimentering med oppriktighet og flid. I tillegg mente han at det fullstendige målet vil aldri bli nådd; det man oppdager er kun veien videre og oppdagelsens ferd tar aldri slutt. Denne bevisstheten inspirerte og oppmuntret han til å gå videre i sine studier og forskningen.

Jabir ibn Hayyan døde i Damaskus i år 805 e.kr.

Kilder:

https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC6077026/

https://en.wikipedia.org/wiki/Jabir_ibn_Hayyan

Jabir Bin Hayyan

Attia Rifat

Jabir bin Hayyan var kjent som «*Baba-e-kimia*». Vestlig folk kjenner han som Geber, som regnes som kjemiens far og grunnleggeren av den moderne farmasi.

Jabir bin Hayyan ble født i 721 e.Kr. i Khorosan i Iran. Faren hans, Hayyan al-Azdi, jobbet i et apotek og tilhørte Azd stamme i Yemen, men bodde i Kufa i Iraq. Han støttet motstanderne til regjeringen i Iraq og av sikkerhetsgrunner flyttet til Iran der Jabir ble født. Da Hayyan ble drept grunnet hans politiske valg, flyktet familien til Yemen og Jabir fikk sin tidlige utdanning der. Da Abbasids dynasti tok over, flyttet familien til Iraq og Jabir fortsatte sine studier i Kufa. Her ble han student til Imam Jafer al-Sadiq og studerte kjemi, farmasi, filosofi, astronomi og medisin.

Da han ble voksen, valgte han å bosette seg i Kufa. Som yrke valgte han legemidler og farmasi. Mens han studerte så han at menneskene rundt var besatt av å lage gull, så han begynte å gjøre det selv. Til tross for betydelig eksperimentering lyktes han ikke med å lage metallet, men på grunn av sin oppriktige interesse for kjemi, avsluttet han ikke eksperimentene. Han bygde laboratoriet sitt i forfedrenes hjem. I sin lidenskap for å lage gull oppdaget han mange fakta og gjorde mange oppfinnelser.

Jabir baserte sin kjemi på ideen om at komponentene i alle metaller er syntetisk svovel og kvikksølv. Kombinasjonen av komponentene til disse metallene i forskjellige former og i forskjellige proporsjoner gjorde dem til andre metaller. Derfor var det mulig å konvertere vanlige og billige metaller til gull.

Jabir får æren for innføringen av eksperimentell metodikk i alkymi og oppfinnelsen av flere kjemiske prosesser som brukes i moderne kjemi. Disse inkluderer krystallisering, kalsinasjoner, sublimering og fordampning, syntese av syrer (saltsyre, salpetersyre, eddiksyre og vinsyre) og destillasjon ved hjelp av hans største oppfinnelse; alembic (Anbaiq). Andre prestasjoner inkluderer forberedelse av forskjellige

Utdrag fra waqfat-e-nau møter med Hudoor[aba]

Sabeeka Shahid

Waqfat-e-nau, Frankrike, 10. oktober 2008

I dette møtet med Hudoor[aba], spurte Hudoor[aba] om barna som hadde fylt 15 år, hadde fylt ut *waqf*-kontraktene sine på tide. Hvis ikke, så skal de som har lyst til å fortsette sin waqf fylle ut disse kontraktene. Hudoor[aba] sa videre at de som har studert ved videregående og universitetet skal alltid huske at ahmadiyya muslimske jenter bør uansett bevare sin dydighet, og bør være bevisste på at de følger ahmadiyyalæren og dermed forstå at de er forskjellige fra andre. Waqf-e-nau jenter bør opprettholde god moral og passe spesielt godt på seg selv. Dette er fordi det er dere som skal tjene trossamfunnet og drive opplæringen i framtiden. Dere skal passe på når dere går til studiesteder og dekke til hodet med sjal eller hijab uansett om tildekningen blir sett ned på eller ikke. Det finnes private skoler uten hijabrestriksjoner. De som har den økonomiske kraften til å benytte seg av disse kan gjøre det. De som ikke har muligheten til å dekke til hodet på skolen kan ta av hodeplagget, men kun innenfor skolens grenser. Dekk til hodet med skjerf eller hijab når dere forlater skolen.
(Al-Fazl internasjonal, 14. november 2008, bind 15, 46. utgave)

Waqfat-e-nau, Canada, 4. juli 2008

Hudoor[aba] sa i dette møtet at: 'Jenter som er waqfat-e-nau bør oppføre seg litt forskjellig fra andre jenter. Kledningen deres bør ikke følge moter. Lær dere religionen, les Koranen og lær oversettelsen til den, og dere bør ha lest litteraturen om ahmadiyyalæren. Uavhengig av yrke er det religion en som er viktigste, ikke hvilke klær som er vakre eller om håret ser bra ut. Slike ting bør ikke være i fokus. Dere bør begynne å bruke kåpe, og ha sjal eller hijab på hodet. Ikke tenk at hvis noen har på jeans så skal vi også gjøre det. Dere er waqf-e-nau, dere skal være forbilder for andre. Hvis dere også begynner å følge strømmen som de andre, vil det ikke forbli noen forskjell mellom dere og andre. Det vil da ikke være noen som kan spre den riktige læren videre. Dere skal ikke bare passe på deres egen opplæring, men også opplæringen til små barn og de som kommer etter.

Som svar på et spørsmål som ble stilt, sa Hudoor[aba] at: Vi trenger flere jenter som studerer medisin og som blir lærere. Hudoor[aba] spurte deretter jentene om hvor mange av de som er over 15 år pleier å sende brev til han der de skriver om sine interesser, hvilke fag de er interesserte i og spør om hva de skal bli. Hudoor[aba] oppfordret jentene til å holde kontakten ved å sende brev.
(Al-Fazl internasjonal, 19. september 2008, bind 15, 38. utgave, side 11)

Hadrat Maria al-Qibtiyya[ra]

Shazia Sabahat Mirza

Hadrat Maria al-Qibtiyya[ra] var den siste konen til profeten Muhammad[sa]. Hun tilhørte Qibti stammen fra Egypt. Hennes far het Shamun, og hennes mor het Rumi Nasraad. Hadrat Maria[ra] ble født i en by kalt Hafan. Profeten Muhammad[sa] sendte budskapet sitt via et brev til Qibti stammen i Egypt, og de godtok budskapet hans med dyp kjærlighet og respekt. Stammen bevarte brevet til Profeten[sa] i en boks laget av elefenben og sendte Profeten[sa] mange dyrbare gaver etter at de aksepterte Islam. Gavene som ble sendt, inkluderte to jenter som tilhørte Qibti stammen. En av disse jentene var Hadrat Maria[ra].

Før ekteskapet til Profeten Muhammad[sa] og Hadrat Maria[ra], tok Profeten[sa] henne under sin beskyttelse, og sørget for at hun fikk ordentlig moralsk trening og kunnskap om islam, siden hun var en ny konvertitt. Etter hvert, bestemte Profeten[sa] seg å gifte seg med Hadrat Maria[ra]. Profeten Muhammad[sa] behandlet Hadrat Maria[ra] på samme måte som resten av hans hellige koner, og veiledet henne til å observere *purdah* (tildekning). Hadrat Maria[ra] var svært from og gudfryktig, og hadde en dyp kjærlighet for islam.

Etter Hadrat Khadija[ra], var Hadrat Maria[ra] den eneste konen som båret Profetens[sa] barn. 8 år etter *Hijri*, fødte Hadrat Maria[ra] en sønn, som het Hadrat Ibrahim[ra]. Da Hadrat Maria[ra] var gravid, kom engelen Gabriel til Profeten Muhammad[sa] og sa: "Å, faren til Ibrahim, måtte fred og velsignelser være med deg. Gud kommer til å gi deg en sønn fra Maria, og Han vil at du kaller ham *Ibrahim*". Etter at Hadrat Maria[ra] fødte Hadrat Ibrahim[ra], ble hun kjent som Umm-e-Ibrahim. Sønnen til profeten Muhammad[sa] og Hadrat Maria[ra], nemlig Hadrat Ibrahim[ra], gikk bort da han var 18 måneder gammel. Profeten Muhammad[sa] og Hadrat Maria[ra] var i dyp sorg etter hans bortgang, men de begge viste stor tålmodighet og styrke.

Profeten Muhammad[sa] gikk bort kort tid etter Hadrat Ibrahim[ra]. Etter at Profeten[sa] gikk bort, foretrukket Hadrat Maria[ra] å være alene og tilbrakte mesteparten av sin tid i tilbedelse og ihukommelse av Gud. Hun pleide ofte å besøke graven til Profeten[sa] og Hadrat Ibrahim[ra]. Hadrat Maria[ra] gikk bort den 16. Muharram, under kalifatet til Hadrat Umar[ra]. Dette var fem år etter bortgangen til Profeten Muhammadsa. Hadrat Umarra ledet hennes begravelsesbønn og hun ble begravet i Jannatul-Baqi.

rettferdighet og vennlighet. Hans prinsipper var absolutte og lot seg ikke påvirke av personlige årsaker eller lojalitet til stammen eller religionen.

I dag er forholdet mellom jøder og muslimer anspent og misforstått i verden, og det er behov for å rette opp i dette, noe vi kan lære av beretninger fra Profeten[sa] sin tid.

En gang besøkte et lite handelsparti Khaiber; et område okkupert av en jødisk stamme med navnet Banu-Nazeer. Da handelspartiet bestående av muslimer besøkte Khaiber, ble en av dem myrdet. De kom tilbake til Den hellige profeten[sa] og ba om at ansvaret for drapet skulle legges på jødene i dette området, og at de skulle pålegges å betale blodpenger for mordet. Den hellige profeten[sa] spurte: «Har dere noe bevis på at denne mannen ble drept av en jøde?» De svarte: «Det var angen vitne, men det må ha vært en av dem, siden ingen andre bor der.» Den hellige profeten[sa] sa: «Den eneste veien videre er at jødene må bes å sverge sin uskyld». Jødene gjorde dette og ble frikjent for drapet. Imidlertid ble de fornærmede etter ordre fra Den hellige profeten[sa] betalt blodpenger fra statskassen. Også i denne beretningen ser vi hvordan Den hellige profeten[sa] oppnådde rettferdighet for alle.

Livet til Den hellige profeten[sa] var et liv med stor suksess. Alle aspekter ved hans liv vitner på dette. Hans moral, åndelige kraft, besluttsomhet, handlinger, bønner og alle andre aspekter ved hans liv er manifestasjoner av de gudommelige egenskaper han var gitt, noe enhver person som ikke er farget av fiendskap vil kunne se.

Waqifat-e-nau avdeling

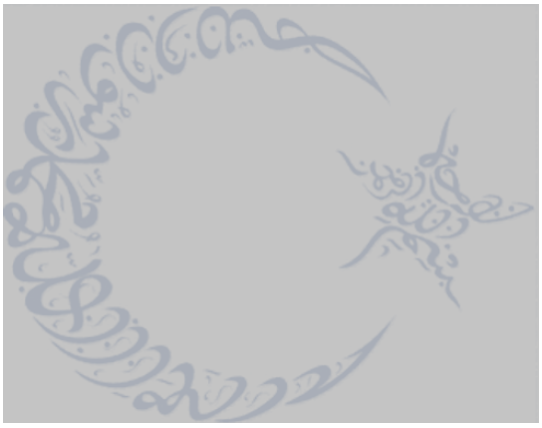

nærmet seg, og jeg oppdaget at det var Den hellige profeten[sa], og han sa igjen: «Pass deg, Abu Mas'od. Allah har mer makt over deg enn du har over denne slaven», og jeg svarte: «Allahs Sendebud! Jeg vil sette ham fri for å vinne Allahs velbehag». Den hellige profeten[sa] bemerket da: «Hvis du ikke hadde gjort det, ville du ha blitt tatt av ilden».

Den hellige profeten[sa] var en mann med sans for rettferdighet. Imidlertid ble hans rettferdighet også supplert med en balansert vennlighet.

I slaget ved Badr ble en av hans onkler Abbas arrestert av muslimene mens han kjempet på avgudsdyrkernes side. Som andre fanger var hans hender og føtter også bundet stramt fast mot en søyle i moskeen. Den hellige profeten[sa] sitt hjem lå ved siden av moskeen, og han fikk ikke sove den natten da han hørte onkelens hulk og gråt. Da dette ble bragt videre til hans følgesvenner som var tilstede i moskeen, løsnet de Abbas bånd. Etter en stund, da Den hellige profeten[sa] ikke lenger kunne høre noen stønn, ble han bekymret og spurte om hvorfor lydene hadde stoppet. Noen fortalte at båndene til Abbas hadde blitt litt løsnet på. Han sa: «Hvis du har gjort dette mot Abbas, gjør det samme mot alle andre fanger også». Når dette var gjort, kunne Profeten[sa] hvile i fred. På denne måten viste han sin godhet uten å gå på akkord med rettferdighet.

Ved en annen anledning skyldte Den hellige profeten[sa] penger til en jøde. Jøden trodde fristen var utløpt, mens det fortsatt var noen dager igjen. Han konfronterte derfor Den hellige profeten[sa] og krevde pengene sine ved å bruke svært harde ord, og beskyldte hele Quraish-stammen til å være dårlige lånere som aldri innfridde løftene sine. Han hadde ikke bare fornærmet Den hellige profeten[sa] men også stammen hans. Hadrat Umar[ra], som også var til stede, ble ekstremt irritert og hånden gikk for sverdet. Den hellige profeten[sa] stoppet Hadrat Umar[ra], som nå hadde kommet med skjellsord tilbake mot jøden, og sa: «Umar, du burde ha oppført deg annerledes. For det første, burde du ha gjort meg oppmerksom på kontrakten og at jeg skulle betale i tide, og for det andre skulle du ha bedt ham om å være snill i sine krav og barmhjertig mot sine lånere». Så vendte han seg til en annen av sine følgesvenner og sa: «Det er fremdeles tre dager igjen til fristen for tilbakebetaling, jeg vet at fristen enda ikke har utgått, men betal ham det jeg skylder, og legg til litt til på grunn av Umars harde behandling". Dette var Profeten[sa] sin oppførsel når andre fornærmet ham i offentligheten og blant hans følgesvenner. Han prioriterte

Det sies at stammene som bodde i Mekka og områdene rundt var lei av uendelige blodfeider og bestemte seg derfor for å stifte en forening hvis formål var å hjelpe ofre for aggressiv og urettferdig behandling. Da Den hellige profeten[sa] hørte om dette be han gledelig med. Medlemmer av denne foreningen forpliktet seg til følgende vilkår:

"De vil hjelpe dem som ble undertrykt, og gjenopprette deres rettigheter, så lenge den siste vanndråpen forble i havet. Og hvis de ikke gjør dette, vil de med sine egne eiendeler kompensere ofrene for dette."

Den hellige profeten[sa] var en kjærlighetsmann, han viste kjærlighet overfor sine medmennekser, inkludert barn. Han elsket barn, og til og med respekterte dem. Etter Den hellige profeten[sa] sin bortgang, gikk en av hans følgesvenner gjennom en gruppe barn og sa Assalam-o-a'laikum (fred være med dere). De unge var overrasket over at en så høyt respektert eldre person som var en følgesvenn av Den hellige profeten[sa] hilste på dem ved å si: "Fred være med dere". Da denne følgesvennen merket barnas overraskelse, fortalte han dem: «Jeg har alltid sett Den hellige profeten[sa] gjøre dette. Det var hans vane å alltid si Assalam-o-a'laikum først, selv når det gjaldt barn."

Osamah bin Zaid[ra] forteller at mens han var barn, ble han plukket opp av Den hellige profeten[sa] og satt på ett av knærne hans, så satte Den hellige profeten[sa] sitt barnebarn Hassan[ra] på det andre kneet og omfavnet dem begge idet han ba til Gud: "Å Herre, vis barmhjertighet mot dem slik jeg viser barmhjertighet mot dem". Denne hendelsen satte et uutslettelig spor i Osamah bin Zaid[ra], som fortalte om dette med tårer i øynene.

Den hellige profeten[sa] hadde også sans for humor. Han pleide å tulle med barn for å underholde dem, men hans humor såret aldri noen. Det er flere beretninger om hans vitser med barn og noen ganger med eldre mennesker. Ved en anledning spurte en gammel kvinne ham om hun også ville komme inn i paradiset. Som svar sa Den hellige profeten[sa] at ingen gamle mennesker noen gang ville komme inn i paradiset. Hun ble dypt overrasket over det og uttrykte sin sorg. Den hellige profeten[sa] henvendte seg til henne igjen og berolget henne smilende ved å si: 'Alle de som kommer inn i paradiset vil bli gjort unge.'

Den hellige profeten[sa] var også veldig snill mot sine tjenere og slaver. Abu Mas'od Badri[ra] forteller: 'En gang slo jeg en slave med en pisk mens jeg hørte en stemme bak meg si; «Pass deg, Abu Mas'od». Jeg var så opprørt at jeg ikke kjente igjen stemmen før personen

Noen aspekter av Profeten Muhammads[sa] liv

Safia Sehar Qasirani

Profeten Muhammad[sa] ble født i Mekka i august 570 e.Kr. Han fikk navnet Muhammad som betyr 'Den lovprisede'. For å forstå hans liv og karakter må vi ha en viss idé om forholdene i Arabia på tidspunktet for hans fødsel. Da han ble født var nesten hele Arabia tilhengere av polyteistiske former for religion. Araberne regnet seg selv som etterkommere av Abraham. De visste at Abraham kom med en monoteistisk lære, men til tross for dette tilegnet de seg en polyteistisk tro.

Fra et moralsk perspektiv var araberne et blandet folk, de led av ekstreme moralske mangler samtidig som de hadde noen beundringsverdige egenskaper. Å bli full og løpe vilt under påvirkning av alkohol var for dem en dyd, ikke en last. Gambling var deres nasjonale sport. Kvinnene i dette arabiske samfunnet hadde ingen status og ingen rettigheter. I Arabia ble bare den biologiske moren ansett som en mor, mens stemødre ikke fikk status som mødre. Det var dermed heller ikke noe forbud mot at en sønn skulle gifte seg med sin stemor ved farens død. Den verste behandlingen ble sett under krig når hatet til de motstridende parter var stort. De nølte ikke med å lemleste og spise de drepte. Svake stammer ble gjort til slaver som ikke hadde noen status i samfunnet. Eierne kunne dermed gjøre hva de ville mot dem.

Det var blant slike mennesker at Den hellige profeten[sa] av islam ble født. Hans far Abdullah døde før han ble født. Følgelig måtte han og moren Amna passes på av bestefaren, Abdul Muttalib. Barnet Muhammad[sa] ble diet av en landskvinne som bodde et sted nær Ta'if. Det var en skikk i Arabia i disse dager å overlevere barn til kvinner på landet, som hadde som oppgave å oppdra barna, lære dem å snakke og gi dem en god start på kroppslig helse. Da Profeten[sa] var 6 år gammel, døde moren hans og han ble brakt til Mekka av en kvinnelig tjener og overlevert til bestefaren. Da han var åtte år gammel døde også bestefaren, hvorpå Abu Talib, hans onkel, ble hans verge. Dette var ønsket som bestefaren uttrykte i sitt testament.

Den hellige Koranen er imidlertid fremragende på denne måten at selv om alle kopiene av Koranen blir borte, kan hele Koranen være tilgjengelig innen to eller tre dager. De store byene satt til side, til og med i en liten by som Qadian vil man klare å skrive Koranen på nytt ord for ord." (Tafsīr-e-Kabīr, bind 4, s.18, under forklaringen av sura al-Hasjr vers 10)

William Graham skriver følgende om memorering av Koranen: "Blant de religiøse og ikke-religiøse bøker er Koranen sannsynligvis den eneste boken som er blitt husket av millioner av mennesker."(William Graham, 'Beyond the Written Word', UK Cambridge University Press. 1993, s. 80)

Profeten Muhammad[sa] har gjort det obligatorisk for alle troende å huske i det minste en del av Koranen fordi en i tillegg til de fem daglige bønnene også ber *tahajjud* og frivillige bønner og det er nødvendig å resitere vers fra Koranen sammen med sura al-Fâtihah.

Allah, Den allmektige, sier i sura al-Qamar vers 18:

" Og Vi har visselig gjort Koranen lett (å la seg) formane av, finnes det da noen som vil tenke seg om?"

Allah, den Allmektige, åpner hjertet til enhver person som prøver å huske Den hellige Koranen og følge dens lære.

Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] har sagt følgende: "Siden Den hellige Koranen skulle memoreres, var det nødvendig at den enten var som poesi eller lik poesi. Allah, Den allmektige, har åpenbart Den hellige Koranen på en slik måte at den enkelt kan huskes og ingen andre bøker er dens like. Årsaken til dette er balansen i ordene, og mens man leser, blir man berørt av ordenes sammensetning og får en spesiell følelse. (Al-Noorul Uloom, bind 11, side 132)

Vi bør resitere Koranen hver dag, og den bør holdes frisk i hjertene til enhver tid. Vi trenger å oppbevare Koranen i våre hjerter i stedet for i innpakninger, for det å huske Koranen er ikke bare en velsignelse, men også en kilde til ære og stolthet. Måtte Gud, Den allmektige, gjøre hvert individ av Det ahmadiyya trossamfunnet og dets fremtidige generasjoner i stand til å gjøre det til en vane å memorere Koranen, slik at ethvert hjerte kan bli opplyst med denne bokens lys og kan stå fremst i å oppfylle Guds løfte til å beskytte Koranen. Amen.

cricket kamp for guttene i Madrassa Talīmul Islam i Qadian. En av sønnene til Den utlovede Messias[as] spurte ham at: "Far, dro ikke du på cricketkampen?" Den utlovede Messias[as] var opptatt med å studere Koranen, og svarte: "De kommer tilbake etter å ha spilt ferdig, men jeg spiller en kamp som vil vare til Dommedag."

Denne hendelsen beviser at tiden brukt på Koranen ikke er bortkastet, men blir et middel til å oppnå Guds velbehag og redde seg fra ilden. Vi må redde barna våre fra å kaste bort tid og bane vei for dem slik at de oppnår belønning fra Gud, gjennom å forbedre deres relasjon til Koranen. Koranen lærer godhet som holder mennesket på rett vei.

Å memorere Den hellige Koranen var sedvane til Den hellige profeten[sa]. Under åpenbaring pleide engelen Gabriel å innprente de åpenbarte versene i Muhammad[sa] sitt hjerte. Profeten[sa] pleide da å resitere versene for ledsagerne til som var stede, som da memorerte versene, og gjorde sitt beste for å følge læren. Denne tradisjonen med å lese og lære Koranen utenat fortsatte blant muslimene selv etter Profetens[sa] tid, og fortsetter den dag i dag. Dette vil uten tvil fortsette til dommedagen fordi Allah, Den allmektige, Selv har tatt ansvaret for å beskytte Den hellige Koranen slik det står i sura al-Hidjr vers 10:

"Sannelig, Vi har Selv åpenbart formaningen, og Vi vil visselig Selv bevare den (mot fordervelse og forglemmelse)."

Hadrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmood Ahmad; Khalifatul-Masih II[ra] sier følgende om memorering av Koranen:

"Memorering av Koranen har vært så utbredt blant muslimer fra begynnelsen av at det i hver tidsalder har vært mellom 100-200 tusen mennesker som kan Koranen utenat. Vanligvis tror europeiske forfattere, på grunn av deres uvitenhet, at når det ikke finnes noen mennesker i verden som kan bibelen utenat, hvordan kan det da være mennesker som kan Koranen utenat. Dette er miraklet til Den hellige Koranen..." (Forord Tafsîr-ul-Koran, side 2)

Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] sier videre at : "I dag, hvis alle kopiene av bibelen blir brent, vil ikke tilhengerne klare å samle selv en tjuende del av den på nytt.

Viktigheten av å lære Koranen utenat

Oversatt av Sameah Dar. Opprinnelig tekst skrevet av: Sidratul Muntaha

I den nåværende tidsalder har mennesket som følge av den verdslige luksusen glemt sin sanne hensikt og kommet bort fra den rette veien. Koranen er den eneste boken som kan rettlede et menneske til å gå den rette veien og gjøre livet sitt fredelig. Profeten Muhammad[sa] sa: «Den beste blant dere er den som lærer seg Koranen og lærer den bort til andre.» (Bukhari)

Ved en anledning sa Profeten[sa] at: “De rikeste av dere er de som kan Koranen utenat, i hvis hjerter Allah har bevart Koranen.” Ved en annen anledning sa Profeten[sa] at: “De som ikke har bevart noen del av Koranen i sine hjerter er som et øde hus.” (Ære av Den hellige Koranen, tale av Maulvi Dost Mohammad, årsmøte i Rabwah 1983)

Allah, Den allmektige, sier følgende i sura al-Maidah om fullkommenhet av Den hellige Koranen: ”I dag har Jeg fullkommengjort deres religion for dere og fullendt Min nåde mot dere, og valgt islam til deres religion.” (5:4)

Hva kan være bedre for en muslim enn at Gud har åpenbart for ham en bok som, dersom den blir en del av menneskets liv, vil det gå aldri tapt. I dag er det muslimer i alle deler av verden, og blant dem er det også de som kan Koranen utenat. Koranen er den eneste av de åpenbarte bøkene som fortsatt er i sin opprinnelige form, noe som beviser at islamsk lov er et fullstendig sett med leveregler. Koranen er den eneste guddommelige boken som er bevart ord for ord slik den opprinnelig ble åpenbart.

Den utlovede Messias[as] har sagt følgende om Den hellige Koranen: "Det er en bok som inneholder detaljer om alt. Og den inneholder kunnskap om fremtiden og fortiden."(Oversettelse av utdrag fra ‘Khutba Ilhamiya’)

I dagens samsfunn er teknologien gått så langt at den ofte brukes på feil måte. Små barn/ungdom/voksne bruker store deler av sin tid foran en skjerm, der de enten spiller, bruker sosiale medier eller surfer. Mye av tiden som vi kaster bort unødig på dette, kan brukes til å lese Koranen og forstå dens lære. Den utlovede Messias[as] var veldig glad i å fundere på Koranens lære og brukte meste parten av sin tid til det. Den 15. feb. 1901 ble det holdt en

forklare. En gang spurte noen en beduin om hvilket bevis han har om Guds eksistens. Han svarte at hvis han så ekskrementer av en kamel midt i en jungel, kunne han fortelle at en kamel hadde passert gjennom jungelen. På samme måte kan Guds eksistens bli bekreftet av alt vi ser rundt oss. Noen har skapt alt som befinner seg i verden, og Den skaperen er Gud.

Noen mennesker tror at universet ble skapt ved en tilfeldighet, og de prøver også å bevise det gjennom vitenskap. Men det de ikke forstår er at alt i universet har en orden ved seg. En tilfeldig hendelse kan ikke ha alle aspekter av orden i seg. En kunstner bruker forskjellige farger for å lage et bilde. Fargene må brukes på riktige steder, med riktig teknikk og blandinger, for at et bilde kan gi en mening og forstås av andre. Å kun kaste maling i flere farger på et papir vil ikke tilfeldigvis bli til et bilde. Et annet eksempel på dette er at: Et hus er laget av murstein, men hvis vi bare kaster mursteinene i en haug vil det aldri ta en form som et hus/bygning. Det er sant at noen ting noen ganger blir laget ved en tilfeldighet, men ordenen, kompleksisteten og variasjonen i universet tilbakeviser tydelig teorien om tilfeldighet. Hvis vi, for et øyeblikk, tror at materie og denne verdenen ble skapt ved en tilfeldighet, vil jeg be leserne om å studere menneskers skapelse dypt. Er det mulig at et slikt perfekt vesen kunne bli skapt ved en tilfeldighet? Se stjernene, planetene, solen osv., og deretter skapelsen av dag og natt. Hver ting passer bare så fint i et fint vevd nett. Denne ordenen peker mot en mektig Skaper som har planlagt alt. Alt vi har rundt oss bekrefter eksistens av en skaper og vi kan lett bedømme kraften og visdommen til en skaper ved å undersøke hans/hennes skapelse nøye. Et pent bilde er malt av en utmerket maler, en kraftig datamaskin er laget av et intelligent team av forskere.

En annen måte å anerkjenne Gud på er å spørre Gud om hjelp. Dersom en med ærlig hjerte ber Gud om å vise bevis for Hans eksistens så vil Den levende Gud manifestere Seg for vedkommende og all tvil og skepsis vil falme. Betingelsen er at en slik bønn gjøres regelmessig og med oppriktighet. Måtte Gud vise menneskeheten den rette veien. Amen.

Annerkjennelse av Gud

Isha Dar

Guds eksistens er en åpenbar sannhet for de troende, men for de ikke-troende er den, som om den er dekket av syv slør. Jeg har samlet noen poeng fra hverdagslogikk og noen fra historisk for å bevise Guds eksistens for de ikke-troende. Jeg forstår at hvert punkt som følger kan være et tema for diskusjon, men jeg har prøvd mitt beste for å sette så mye som mulig.

Det er et unektelig faktum at alle religioner på denne jorden hevder å være fra Gud. Hadrat Muhammad[sa], Moses[as], Jesus[as], Krishna[as], Buddha, Baba Nanak og enhver religiøs leder lærte folk å tro på og tilbe Gud. Selv om alle religioner har små forskjeller i egenskapene de tilskriver Gud, men har en ting i felles; nemlig at Gud er skaperen til universet. Historien forteller oss at selv de eldgamle religionene som ikke lenger eksisterer i denne verden, hadde synet på gud, enten de befant seg i det gamle Amerika, i jungler i Afrika eller på andre fjerne steder. Et poeng å fundere på er at hvordan en lignende tro finne seg blant folk som bodde på så avsideliggende steder. I gamle tider var ikke mennesker koblet sammen gjennom noen kommunikasjons- eller transportmidler. Hvordan er det da mulig at mennesker som bodde isolert tusenvis av kilometer fra hverandre, hadde et felles syn om Guds eksistens? Selv nå er det vanskelig for to personer å være helt enige i noen spørsmål, hvor kommer da denne universelle enstemmigheten om Guds eksistens? Jo mer vi tenker på dette, desto nærmere kommer vi til den konklusjonen at det ikke bare finnes en levende Gud, men også at Gud alltid har manifestert Seg for sine mennesker for å få dem til å tro på Ham. Historikere er enige om at hvis det finnes en universell enstemmighet om noe spørsmål, er det ingen grunn til å være uenig i det. Et annet faktum som er verdt å merke seg er at det har vært et lite antall ateister til enhver tid, dette beviser at 'Guds eksistens' ikke er relatert til noe psykologisk behov fra mennesker. Det er godt mulig å leve sitt liv uten å erkjenne Guds eksistens.

Hvis vi studerer universet i dybden, ser vi at alle ting kulminerer i en Skaper. Han er Den ultimate, og alt fungerer under Hans veiledning. Selv forskjellige stadier av menneskelig fødsel og vekst, viser at det begynner fra et svakt stadium. Så noe som selv starter fra et svakt stadium kan umulig være sin egen skaper. Mennesker tror til tider at de har krefter til å få til alt og er de klokeste av alle skapninger på jorden. Vi vet alt og har kunnskap om alt, noe som fører til en følelse av at vi trenger ingen øvre makter til å klare oss. Forskerne må innrømme at all kunnskap og forskning til slutt når et punkt der forskjellige fenomener blir vanskelige å

Al-Qawí: Den sterke

Siden Allah, Den allmektige, har fullkommen kraft er Han sterk. Det står følgende i Den hellige Koranen:

"...og Han er Den sterke, Den allmektige." (42:20)

"Han er visselig Den mektige, streng til å straffe." (40:23)

"Og (likevel) er det blant mennesker, slike som setter guder ved siden av Allah, idet de elsker dem slik som bare Allah bør elskes. Men de troende er sterkere i sin kjærlighet til Allah. Og om de urettferdige kunne forstå (at) når de vil møte straffen, (så vil de se) at all makt tilhører Allah, og at Allah er streng til å straffe." (2:166)

Hadrat Khalifatul-Masih V[aba] har sagt følgende som forklaring til attributten Al-Qawi og verset 2:166:

"Ved første øyekast henvender verset seg direkte til avgudsdyrkerne og advarer dem om resultatene av deres overtredelse; på samme tid retter det også de troendes oppmerksomhet mot målet med skapelsen, det vil si å elske Gud og huske Ham. Imidlertid minner det dem som lett glemmer sitt formål i denne verden, og i stedet for å ihukomme Allah og følge Hans bud, setter fokus på verdslige gevinster og skaper åpenbare og skjulte avguder for seg selv i den grad at kjærligheten til disse avgudene vinner over kjærligheten til Gud. For en sann troende er kjærligheten til Gud det første og viktigste målet i livet, og han praktiserer denne kjærligheten i alle aspekter av livet." (Fredagspreken 09. okt. 2009)

Alle disse vakre egenskapene til Allah har blitt nevnt i Den hellige Koranen. Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] sier at: "Gud, Den allmektige, har knyttet manifestasjonen av Sine perfekte egenskaper til alle levende ting, og dermed ønsker at mennesker til egner seg disse egenskapene og utvikler seg mer enn andre mennesker. Mennesket ble skapt for å være en manifestasjon av de gudommelige attributtene." (Tafsīr-e-Kabīr, bind III, side 149)

Videre sier han[ra] at: "Slik som Gud er Herren, vær også du herre. På samme måte som Han er Den nåderike, vær også du nåderik. På samme måte som Han er Den barmhjertige, vær også du barmhjertig. På samme måte som Han er Herskeren over dommedagen, bli heller ikke du en blind dommer, men vær en rettferdig hersker. Korreksjon og forbedring bør være den virkelige hensikten. Vær tilgivende, vær en som dekker andres feil, vær en som gir gode råd og se bort fra andres mangler, vær beskyttende, vær givende, vær trofast." (Tafsīr-e-Kabīr, bind 9, side 378)

Den utlovede Messias[as] skriver at: "Han er den perfekte Gud, Hans attributter og godhet er så fantastiske at om man forestiller seg en Gud blant alt som eksisterer, eller om man forestiller seg i hjertet hvordan en perfekt Gud bør være, så eksisterer alle de beste attributtene i Allah, Den allmektige. Å tilbe noen annen skapning enn Ham vil være en stor urettferdighet." (Rohani Khazāin, bind 10, side 372)

Etter å ha trodd på Guds eksistens, har vi et veldig viktig ansvar for å følge Hans befalinger og å prøve å uttrykke attributtene til Gud, Den allmektige, i våre daglige liv. Måtte Allah hjelpe oss med å få en bedre forståelse av Hans attributter, Amen.

Al-Bātin: Den skjulte

Den skjulte betyr ikke nødvendigvis det at Han ikke kan fås kontakt med og ikke viser Seg til Sin skapning. Han er skaperen av alt, og kan derfor sees gjennom Hans skaperverk. Hadrat Khalifatul-Masih I[ra] sier at: "Disse fire attributtene til Den allmektige Gud er til stede til enhver tid. Allah er al-Awwal (Den første), og når Han er Awwal er Han også al-ākhir (Den siste). Han er az-Zāhir (Den åpenbare), samtidig som Han også er al-Bātin (Den skjulte)."

Al-Hasīb: Den som krever regnskap

Allah, Den allmektige, sier i Den hellige Koranen: "...Sannelig Allah holder regnskap over alle ting." (4:87)

Hadrat Khalifatul-Masih V[aba] sier i sin fredagspreken fra 19. feb. 2010 at: "Gud vet Selv hvordan Han vil gjengjelde for handlinger vi gjør. Hvis muslimene stopper opp og tenker på deres nåværende tilstand, vil det fylle dem med frykt; kan det være at Gud har begynt å ta dem til regnskap i nettopp denne verdenen? Til tross for å være 'de beste av menneskene', er de tvunget til å tigge fra andre, og av denne grunn fortsetter maktene som motsetter seg islam å bruke dem til sin fordel."

Gud har også egenskapen *Sarī-'ul-Hisāb*. Dette attributtet vil si den som fører regnskapet raskt, for eksempel ved å straffe fornekterne for deres ill gjerninger, og belønne de troende for deres gode gjerninger. Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] forklarer denne egenskapen i sin tolkning: "Sarī-'ul-Hisāb betyr at belønning for det gode og straff for det onde ikke tar lang tid, med engang en handling blir gjort, vil handlingens belønning tydeliggjøres. Det vil si at hver handling av en person vil påvirke ham. Dette refererer til denne attributten til Allah, Den allmektige, der det blir sagt at konsekvens av hver handling faller umiddelbart på hjertet til personen... Derfor er handling og belønning som to sider av samme sak, hvor den ene kommer til syne sammen med den andre." *(Tafsīr-e-Kabīr, bind II, side 447)*

Al-'Alij: Den mest opphøyde,

Al-'Azīm: Den storartede

Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] sier at: "Det vil si at Han er veldig respektabel, og det er ingenting som kan måle seg mot Allah og øke Hans status. Imidlertid er det den som knytter seg til Allah som får økt respekt. Allah har en høy status og er høyt respektert. Al-'Alij peker mot Allahs høye status og "Al-'Azīm" peker mot Hans store kraft." *(Tafsīr-e-Kabīr, bind II, side 584)*

Al-Kabír: Den største

Kabír betyr et slikt vesen som kan bryte alle tiltak om den vil. Den respektable som fortjener all storhet. Hadrat Khalifatul-Masih II ra skriver: "Kabír betyr den med stor respekt, storhet og makt. Dette indikerer den storheten som påvirker andre. På samme måte er Guds allmektige storhet med Hans skapninger." *Tafsir Kabir bind III, side 389.*

Al-Mutkabbir: Den majestetiske

Han er fri for enhver mangel, feil og har høyere status enn sitt skaperverk. Det er ingen som Ham, Han er opphøyet og besitter og fortjener fullkommen storhet.

Al-Qādir: Den allmektige

Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] har sagt dette som forklaring for attributten Al-Qādir: "Han er i stand til å gjøre alt som er i samsvar med Hans vilje. Det vil si at Gud hjelper sine mennesker i godhet, men ikke i ondskap. Den hellige Koranen sier at Allah, Den allmektige, er den som vurderer det gode. Det attributten Qādir innebærer er at Han åpenbarer de tingene som oppfyller Hans hensikt". *(Tafsīr-Kabīr, bind 6, side 16)*

Al-Quddus: Den hellige

Hadrat Khalifatul-Masih IV[ra] sa i sin fredagspreken at: "Den utlovede Messias (fred være med ham) sier at Al-Quddus betyr en konge som er fri for enhver mangel. Uten å skjønne attributtet Al-Quddus er det ikke mulig å forstå Allahs attributt Al-Mālik. Og for å belyse attributtet Al-Mālik er det viktig å knytte det sammen med Al-Quddus, som betyr at Allah er fri for enhver mangel. Altså er Gud kongen som er fri for enhver mangel, i motsetning til dette er det tydelig at menneskelige konger har mangler." *(Khutbat-e-Tahir, Volum 14, side 374)*

Al-'Azīz: Den mektige

Attributten Al-'Azīz går også innunder al-Mālik og kan bety Herskeren over alle og at ingen ting er umulig for Ham. Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] sier at: "Det er naturlover i denne verdenen som kommer inn under attributtet 'Azīz, som viser dominansen og kraften til Den allmektige Gud. Alt følger disse naturlovene, det er ikke mulig å unngå de, dette viser Allahs attributt 'Azīz." *(Tafsīr-e-Kabīr, bind I, side 80)*

Al-Wāhid: Den enestående

Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] sier: «Når ordet Wāhid blir brukt om Allah, betyr det at Han er den eneste som oppfyller Hans attributter i helhet, og det er ingen andre som er fullkommen i disse attributtene.» (*Tafsīr-e-Kabīr, bind 10, side 525)*

As-Samad: Den uavhengige

As-samad betyr et overlegent vesen som ikke er avhengig av noen, men som alle andre er avhengige av,og som oppfyller deres behov. Samad er den som er perfekt i alle handlinger og attributter. Den som er den mest uavhengige, og er uten noen som helst mangler.

Hadrat Khalifatul-Masih I[ra] har sagt ved en anledning at: «Dette er et så rent navn at hvis noen har fullstendig tro på dette navnet til Allah, vil det være tilstrekkelig for alle hans behov og dette vil være redningen fra all sorg. Jeg snakker av egen erfaring og viser til praktiske bevis på at når man kun spør Gud om hjelp, unngår man å havne i problemer." *(Haqiqat-ul-Furqan bind IV, side 541)*

Guds attributter

Khafia Shahid

Dette er fortsettelsen på beskrivelsen av Guds attributter. De tre grunnleggende attributtene: Rabb-ul-A'lamin (verdenenes Herre), Ar-Rahman (Den mest nåderike) og Ar-Rahīm (Den evig barmhjertige) har bitt nevnt i de tidligere artiklene. Hovedformålet med denne artikkelen er å reflektere over Allahs attributter og å innprente dem i vår hverdag. Vi kan kun oppnå Guds kjærlighet om vi vedtar disse egenskapene for oss selv i vårt dagligdagse liv. Dette er den beste måten å oppfylle Allah sine rettigheter på. Hadrat Khalifatul-Masih III[ra] har ved en anledning sagt at: «Mennesket har fått alle sine krefter og styrker for å bli en manifestasjon av Allah, Den allmektige, sine egenskaper. Tegnet på manifestasjonen i mennesket er at det viser godhet og velvilje.» *(Anwar-ul-Quran, bind I, side 47)*

Denne artikkelen tar for seg flere av Allahs attributter.

Mālik-ul-mulk: Den som har herredømmet

Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] beskriver "Mālik" ved å si at: «Allah, Den allmektige, er dommedagens hersker. Han er herskeren over loven, herskeren over beslutninger, herskeren overreligionen, herskeren over gode gjerninger og herskeren over synden. Han er herskeren over avgjørelser, over lydigheten, herskeren for dominans og herskeren over viktige og kritiske situasjoner.» (Tafsīr-e-Kabīr, bind I, side 24)

Hadrat Khalifatul-Masih V[aba] sa i sin fredagspreken at: «Herren er den man søker klær, mat, barmhjertighet, veiledning og oppdragelse fra… Allah sier at: 'Å mine mennesker! Jeg er deres Herre. Deres mat og drikke, klær, straff, belønning og paradis er Mitt ansvar.' Så å gjøre gode gjerninger for å kunne dra nytte av attributtet «Mālik», å følge Allahs befalinger og å være oppmerksom på å tilbe Han er veldig viktig, slik at man får oppleve Allah, Den allmektiges, gavmildhet, og på denne måten være blant de som blir tilgitt og frelst.»

(Fredagspreken 09.03.2007)

flere begrensninger på ahmadiyyamuslimer i Pakistan som hindrer dem i å lese og publisere Den hellige Koranen, fortsetter Allah å åpne nye veier for oss.

Ifølge rapporten fra *Wakālat Isha'at* samlet fra 93 land, ble 4 256 659 eksemplarer av 407 bøker og andre publikasjoner publisert på 42 språk. Over hele verden utgis det 94 aviser på 29 språk. Mer enn 190 000 bøker på 24 språk ble sendt fra Storbritannia til forskjellige land.

Under *Wakālat Tasnīf* ble arbeidet med korrekturlesing av den italienske oversettelsen av Den hellige Koranen fullført. Elleve bind av oversettelsen og kommentarene til *Sahīh Bukhāri* (Hadith samling) er fullført. Den engelske oversettelsen av Den utlovede Messias[as] sin bok *I'jaz-e-Ahmadi* er blitt utgitt. I tillegg til det tiende bindet, trykkes 22 bind av *Rohani Khazāin* i Storbritannia.

Hudoor[aba] siterte noen kommentarer fra lærde fra Ukraina, Nepal, India og Kiribati som fremhever den mirakuløse effekten av læren om ahmadiyya trossamfunn og bøkene til Den utlovede Messias (fred være med ham).

Det ble delt ut 935 700 pamfletter i 111 land.

7540 utstillinger av Den hellige Koranen og litteratur fra Jama'at ble holdt rundt i verden, og gjennom dem nådde islams budskap til 343 000 mennesker. 1580 kopier av Den hellige Koranen på forskjellige språk er blitt delt ut som gave til gjester og folk med høy status. Hudoor[aba] anerkjente spesielt jobben gjort av Nor-ul-islam departementet i India.

På slutten av prekenen sa Hudoor[aba] at: Disse rapportene blir vanligvis lagt frem på andre dagen i Jalsa, men siden det ikke blir holdt i år har jeg besluttet å legge fram rapportene i to deler. Dette var den første delen, og resten vil jeg presentere på søndagskveld. På denne måten vil hele verden, gjennom MTA, få vite om Guds velsignelser som dalte ned fra himmelen på vår Jama'at i løpet av året. (Oversettelse av engelsk resyme, sendt av representant for Wakil A'la, Tahrik Jadid Anjuman Ahmadiyya Pakistan. Datert: 12. august 2020).

et bygg på til sammen tre etasjer blitt klargjort til bruk av moské, denne kalles Baitul 'Afiyat moské.

Byggingen av vår moské i Mali har vært utsatt i tre år grunnet mostand og hindringer skapt av myndighetene. Til tross for dette, med Allahs nåde har byggingen blitt gjennomført og moskeen er i bruk. I en region av Tanzania har vi vært i stand til å bygge to nye moskeer.

Hudoor[aba] sa: To eldre mennesker fra Burkina Faso tilbød to høner og noen egg som frivillig bidrag og den ansvarlige til stede ga dem en kvittering som bekreftelse på bidraget. Slike hendelser minner om gamle dager i Qadian. Enhver som ser slike hengivenhetens uttrykk med et åpent sinn, vil innrømme at ahmadiyyalæren virkelig er sannheten.

Hudoor[aba] sa: I regionen Iringa i Tanzania overleverte en kvinne på 72 år papirene for sin tomt til Jama'at for å bygge en moské. Medlemmer av Jama'at bygger moskeen som et dugnadsarbeid hvor den 72-år gamle kvinnens sønner også deltar i arbeidet.

En kvinne fra Burkina Faso har lenge forsøkt å komme inn på sykepleierstudier uten hell. En dag bestemte hun seg for å gi alle sine sparepenger, satt av for studiene sine, til bygging av moské. Innen to uker etter at hun besluttet dette fikk hun den gledelige nyheten om at hun hadde fått opptak til studiene og at myndighetene skulle dekke hennes kostnader knyttet til studiene.

Hudoor[aba] sa: Med Allahs nåde ble 97 nye misjonshus etablert dette året. Ghana har vært framtredende innen dette. I Simiyu regionen av Tanzania, hvor Jama'at ble etablert i fjor, ble både et misjonshus og en moské bygget.

Hudoor[aba] sa: Waqār-e-Amal, altså dugnadsarbeid, er et særpreg forvår Jama'at. Ifølge rapporter mottatt fra 114 ulike land, ble det avholdt 41,111 dugnader som tilsvarer omtrent 5,213,000 USD spart. Sentralrepresentanter besøkte mange land rundt i verden, disse besøkene har vist seg å gi gode resultater.

For øyeblikket går åtte trykkerier i Afrika under tilsyn av Storbritannia. Disse har printet 612,000 bøker og mer enn 9,485,000 brosjyrer og annen litteratur. Dette året har Farnham trykkeri printet 360,240 bøker i tillegg til mange tidsskrifter, hefter, kontorrekvisita o.l.

Under Nazarat-e-Isha'at Qadian (publikasjonsavdelingen i Qadian) ble en vakker utskrift av Den hellige Koranen laget i fonten 'Khat-e-Manzoor'. Hudoor[aba] sa at: Ettersom det legges

Den utlovede Messias[as] sa at i denne tidsepoken gjelder verset fra sura Al-Saff (resitert i begynnelsen) meg; "(Det er) Ham, som har sendt Sitt Sendebud med rettledningen og sannhetens religion ...", og at islams overlegenhet over alle religioner vil bli etablert gjennom ham. Den utlovede Messias[as] sa: «Allah har etablert denne Jama'aten i denne tidsalderen slik at den kan bevitne islam som en levende religion og slik at folk kan tilegne seg kunnskap om Gud og oppnå sikkerhet som vil fortære all synd og ondskap, samt fremme dyd og fromhet.»

Hudoor[aba] sa: Ved Allahs nåde er det blitt etablert 288 nye menigheter over hele verden, sett bort fra Pakistan. Ahmadiyyalæren har nådd 1040 nye områder for første gang. Sierra Leone ligger fremst med sine 40 nye menigheter, etterfulgt av Kongo Kinshasa og Ghana. Hudoor[aba] siterte noen ekstraordinære og trosinspirerende hendelser fra Kongo Kinshasa, Gambia, Liberia og diverse andre land.

Videre sa Hudoor[aba] at: 23 nye mennesker aksepterte ahmadiyyalæren i en filippinsk region kjent for muslimskekstremisme. I Senegal, en hel landsby i Tambacounda regionen har entret Ahmadiyya trossamfunn. Frøen av trossamfunnet har blitt sådd i 20 landsbyer gjennom radiokanaler.

Budskapet om Ahmadiyya trossamfunn nådde også Cobàn, en by i Guatemala, for første gang og tre mennesker valgte å akseptere ahmadiyyalæren. Menigheten er også blitt formelt etablert i den historiske palestinske byen Al-Khalil, og en ahmadiyyamuslim har gitt fra seg sitt hus slik at det kan brukes som en moské.

Hudoor[aba] sa: I løpet av det siste året har vi ved Allahs nåde fått 217 nye moskeer. 124 av dem har blitt bygget av Jama'at mens 93 var eksisterende bygg. I Guatemala var vi i stand til å bygge vår andre moské etter 31 år. I en by i Norge har utbyggingen av en av våre moskeer blitt utsatt i to år grunnet motstand fra lokalbefolkningen og lokaletrossamfunn. Men Guds dekret seiret og det viste seg at en lokal kristen menighet ikke lenger hadde råd til å drifte sin kirke, hvorpå vår Jama'at kjøpte den og har bygget den om til en moské, denne moskeen heter Maryam moské.

Vårt trossamfunn i Malawi var i stand til å bygge deres første moské og som følge av dette fikk vi 1000 nye medlemmer fra tre ulike landsbyer. I Mexico city er første etasje av

Sammendrag av fredagsprekenen til Hadrat Khalifatul-Masih V[aba], den 07. august 2020 i Mubarak moské Islamabad, Tilford, UK.

Oversatt av Annam Rai

<u>Hudoor[aba] siterte vers 9-10 av sura Al-Saff:</u>

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿9﴾ هُوَالَّذِیْٓ
اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ
﴿10﴾

Oversettelsen er som følger: "De ønsker å slukke Allahs lys med deres munner, og Allah vil fullkomme Sitt lys, selv om også de vantro avskyr det. (Det er) Ham, som har sendt Sitt Sendebud med rettledningen og sannhetens religion, for at Han kan la den seire over alle religioner, selv om også avgudsdyrkerne avskyr det." *[61:9-10]*

Hudoor[aba] sa: I dag, den 7. august, er det ifølge kalenderen til Jama'at Storbritannia, første dagen av Jalsa Salana UK. I år vil det imidlertid ikke arrangeres Jalsa grunnet pandemien. Måtte situasjonen bedres og måtte Allah hjelpe oss å arrangere Jalsa med all dens tradisjon.

MTA har planlagt å fylle mangelen til en viss grad. I den sammenheng vil noen av mine taler fra fjorårets Jalsa kringkastes i tillegg til noe direktesending. Ahmadiyyamuslimer verden rundt bør følge med på dette programmet fra deres hjem. Jeg har valgt å benytte denne anledningen til å legge frem rapporter om vår Jama'ats progresjon det siste året. Både i dag og i direktesendingen på søndag vil jeg fortelle noen trosinspirerende hendelser.

Hudoor[aba] sa: Til tross for omstendighetene det siste halvåret har vår Jama'at fortsatt sin progresjon, og det har vært særlig forbedring i 'Tarbiyyat' (Opplærings-) felt.
Hudoor [aba] leste noen utdrag fra Den utlovede Messias[as] sine skrifter, hvor han kategorisk sier at gjenopplivingen av islam og dens fremgang nå er knyttet til hans advent. Gud har lovet at Jama'at skal vokse, spre seg og blomstre uavhengig av type og grad av motstand.

er visselig Allahs verk. Uvitende er han som benekter Guds allmakt. Blind er han som ikke innser dybden av Hans kraft.

Han kan, og utfører alt – uten å bryte Sin guddommelige fastsatte lov og Sitt ord. Han er Den Ene og alene i Sitt vesen, Sine attributter, Sine gjerninger og Sine krefter. Alle dører som fører til Ham er lukket, bortsett fra én - den er blitt åpnet av Den hellige Koranen. Det er ikke lenger nødvendig å følge de tidligere profeter og deres respektive skrifter hver for seg, da Den hellige profeten Muhammads[sa] profetdømme omfavner alle trosretninger under ett, og overgår alle disse – derfor er alle andre veier stengt. Alle sannheter som fører til Gud, finnes i Koranens lære. Ingen ny sannhet vil åpenbares etter den; heller ikke har det vært noen annen sannhet før den, som den ikke allerede omfatter. Herav er alle tidligere profetdømmer forseglet med profeten Muhammads[sa] profetdømme, og slik bør det være, da enhver begynnelse må ha en slutt.

(Hentet fra boken “Testamentet”, side 16)

Utsagn av Den utlovede Messias; Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]

Vår levende Gud

Hva er det Gud krever av dere? Bare det at dere blir Hans og Hans alene, og ikke setter noen ved Hans side, verken i himmelen eller på jorden. Vår Gud er den Gud som lever også i dag, slik Han var i live før. Han taler i dag, slik Han tidligere talte. Han lytter i dag, slik Han tidligere lyttet. Å tenke at Han bare lytter, men ikke taler, i vår tidsalder, er en forfengelig tro.

Sannelig, Han både lytter og taler. Alle Hans egenskaper er evinnelige og evigvarende. Ingen av Hans egenskaper har noen ganger vært avsatt, og det vil de heller aldri bli. Han er det samme enestående Vesen som ikke har noen like; Han har verken sønn eller hustru. Ingen kan måle seg med Hans enestående egenskaper, og ingen er Hans jevnbyrdige. Ingen deler Hans opphøyede attributter. Det er ingen mangel ved Hans kraft.

Han er nær - allikevel langt borte, men langt borte og allikevel nær. Han åpenbarer Seg til dem som har åndelige visuelle opplevelser, eksempelvis i form av visjoner, men Han har ingen kropp, heller ingen form. Således er Han opphøyd over alt og alle, men det kan ikke sies at det også finnes noen under Ham. Han er på *Arsh*, men ingen kan si at Han ikke er å finne på jorden. Han er kjernen til alle fullkomne egenskaper. Alle sanne attributter har sitt utspring i Ham. Han er kilden til alle gode egenskaper. Og i Ham finnes all styrke. Han er kjernen til all nåde. Alt vender tilbake til Ham. Han er Herren over alle land, og er pryd for enhver fullkommenhet. Han er fri for enhver svakhet og mangel.

Han er unik i Sin rett til å bli tilbedt av alle som oppholder seg på jorden og himmelen. Intet er umulig for Ham. Enhver sjel og dens potensialer, og enhver partikkel og dens energi - intet kan komme til syne uten Hans virksomhet.

Ingenting kan åpenbares uten Ham, og Han manifesterer seg selv gjennom Sin kraft, Sin makt, og Sine tegn – og det er ved disse midler vi kan nå Ham. Han åpenbarer seg for de rettvise, og viser dem Sin styrke – det er slik Han kan bli gjenkjent og vi får mulighet til å kjenne de veier som fører til Hans velbehag. Han ser uten fysiske øyne, lytter uten fysiske ører, og taler uten fysisk tunge. Likeledes skaper Han eksistens ut ifra intet. Således er det også med drømmene våre, der Han viser det ikke-eksisterende som om det er en virkelighet. Hvor Gud frembringer en hel verden uten at den består av et fysisk materiale. Sannelig, dette

Hadith

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ عَنْہُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَجَآءَ رَجُلٌ شَدِ يْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ،
شَدِ يْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَايُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى اَتَى النَّبِىَّ ﷺ

فَاَ لْزَقَ رُكْبَتَہٗ بِرُ كْبَتِہٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ ! مَاالْاِيْمَانُ ؟ قَالَ اَنْ تُؤْ مِنَ بِا للهِ وَ مَلَا ئِكَتِہٖ وَكُتُبِہٖ
وَرُسُلِہٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْ رِ خَيْرِہٖ وَ شَرِّہٖ۔

(حديقة الصالحين ۔صفحہ231۔ 232ایڈیشن 2003ء)

Oversettelse

Omar bin Khattab[ra] beretter at: "Vi satt sammen med Den hellige Profeten[sa] da en mann plutselig dukket opp. Han hadde rene hvite klær på seg, og hans hår var svart. Han så ikke ut som en reisende selvom han var det. Han satte seg ned, inntil Den hellige profeten[sa] slik at hans knær berørte Profetens knær, og la hendene sine på knærne til Profeten[sa]. Så sa han: Hva inne bærer å tro? Den hellige profeten[sa] svarte: 'At du tror på Allah, Hans engler, Hans bøker, Dommedag og det guddommelige deket om godt og ondt." (Tirmidhi)

(Hentet fra boken "Utvalgte tradisjoner; Ahadith av Den hellige Profeten Mohammad[sa]", hadith nr. 24, s. 12)

Vers fra Den hellige Koranen

Sura Al-Ra'd, vers 17-18

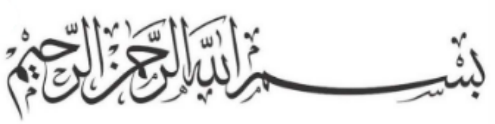

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا
ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ
خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿17﴾

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ
ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا
مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿18﴾

Oversettelse

13:17 Si: Hvem er himlenes og jordens Herre? Si: Allah. Si: Har dere da tatt dere hjelpere som ikke har makt til å gavne eller skade seg selv, ved siden av Ham? Si: Kan den blinde og den seende være like? Eller kan mørket være som lyset? Eller setter de partnere opp ved siden av Allah, som har skapt slik som Han har skapt, og forekommer disse skapelsene dere å være like. Si: Allah er den som har skapt alle ting, og Han er den Ene, den Allmektige.

13:18 Han sender vann ned fra himmelen, slik at dalene strømmer i overensstemmelse med deres mål, og floden bærer opp stigende skum. Og fra det de smelter i ilden for å frembringe smykker og nyttegjenstander, (kommer det) et liknende skum. Slik fremstiller Allah (i liknelsens form) sannheten og løgnen. Angående skummet, så forsvinner det som avfall, og når det angår det som gavner mennesket, så forblir det på jorden. Slik fremstiller Allah liknelser

ZAINAB

AMIR AMJ NORGE

Zahoor Ahmed CH

PRESIDENT LAJNA IMAÍLLAH NORGE

Balqees Akhtar

REDAKTØR URDU-DEL

Mansoora Naseer

REDAKTØR NORSK-DEL

Mehrin Shahid

GRAFISK DESIGN

Zoya Smamah Shahid

Fakiha Choudry

Sofia Khalil

Adresse: Baitun Nasr Moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

Kontakt@ahmadiyya.no

INNHOLDSFORTEGNELSE

VERS FRA DEN HELLIGE KORANEN 4

OVERSETTELSE 4

HADITH 5

OVERSETTELSE 5

UTSAGN AV DEN UTLOVEDE MESSIAS; HADRAT MIRZA GHULAM AHMAD[AS] 6

VÅR LEVENDE GUD 6

SAMMENDRAG AV FREDAGSPREKENEN TIL HADRAT KHALIFATUL-MASIH V[ABA], DEN 07. AUGUST 2020 I MUBARAK MOSKÉ ISLAMABAD, TILFORD, UK. 8

GUDS ATTRIBUTTER 12

ANNERKJENNELSE AV GUD 17

VIKTIGHETEN AV Å LÆRE 19

KORANEN UTENAT 19

NOEN ASPEKTER AV PROFETEN MUHAMMADS[SA] LIV 22

HADRAT MARIA AL-QIBTIYYARA 26

UTDRAG FRA WAQFAT-E-NAU MØTER MED HUDOORABA 27

JABIR BIN HAYYAN 28

HELSE AVDELING 30

ALLERGI 30

OSTEKAKE I GLASS 33

L.s:3418

Date:03.02.22

Ærede President for Lajna Ima'illah Norge

Asalamo Alaikom Wa Rahmatullah Wa Barakatohu

Jeg har mottatt Zainab-utgaven for april til juni 2021, begge brevene som ble sendt i januar og rapporten for november og desember 2021. Må Allah, den opphøyde, belønne dere.
All lovprising er for Allah alene. Alle avdelingene har arbeidet etter sin beste evne. I henhold til shora forslaget ble det gjennomført månedlige møte i alle majalis, med fokus på å innprente Guds egenskaper nevnt i sura Al-Baqarah, og søke nærhet til Gud ved hjelp av disse.
Jeg ber til Allah for suksess av programmene knyttet til hijabdagen.
Må Allah forøke kunnskapen, troen og oppriktigheten til gruppen som arbeider med Zainab, og evne dets lesere
til å dra nytte av det fullt ut. Amin.

Forkynn min kjærlige hilsen av Assalamo Alaikom Wa Rahmatullah Wa Barakatohu til alle lajna og nasirat.

Fred være dere!
Mirza Masroor Ahmad
Khalifatul Masih V

ZAINAB

Lajna Ima'illah Norge

Juli til september 2021

Allahs Attributter
(Al-Malik)

Viktigheten av å lære
Koranen utenat

Anerkjennelse av
Gud